امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل
■ مولوی قمر الدین
■ دوران حج کرنے کے کام
■ مذہبی رواداری ہندوستان کی روایت......
■ انٹرنیٹ اور موبائل کا بیجا استعمال
■ اخبار جہاں
■ ملی سرگرمیاں، ہفتۂ رفتہ

جلد نمبر 56/66 شمارہ نمبر 27 مورخہ ۲۴ رشوال ۱۴۳۹ھ مطابق ۹ رجولائی ۲۰۱۸ء روز سوموار

اچھے سے ٹالیے

دنیاوی زندگی کا جو نظام ہمیں اللہ رب العزت نے دیا ہے یہ روڈ وے (Roadway) کی طرح ہے، رن وے (Runway) اور ریلوے (Railway) کی طرح نہیں، دونوں میں فرق یہ ہے کہ رن وے یعنی ہوائی پٹی اور ریلوے پٹری پر عموما کوئی چیز سامنے سے نہیں آتی، رن وے پر تو پرندے بھی پر نہیں مارتے، ریلوے پر کبھی کوئی جانور پٹری کراس کرتا ہوا آجاتا ہے، لیکن اس کی نوبت بھی کبھی کبھی آتی ہے، اس لیے رن وے اور ریلوے محفوظ زمرے کے راستے سمجھے جاتے ہیں، رن وے زیادہ اور ریلوے نسبتاً کم، اس کے برعکس روڈ وے یعنی سڑک پر ہر چہار طرف سے آمد ورفت رہتی ہے اور اگر ہوشیاری نہ برتی جائے تو ہر پل حادثات منہ کھولے کھڑے رہتے ہیں، اسی لیے ڈرائیور کو نصیحت کرتے ہوئے کہا جاتا ہے کہ آپ بہت اچھے ڈرائیور ہیں، لیکن ضروری نہیں کہ آپ کے آگے پیچھے، دائیں بائیں سے آنے والی گاڑیوں کا ڈرائیور بھی آپ ہی کی طرح اچھا ہو، اس لیے ہر طرف سے آنے والی گاڑی سے خود کو بچانا بھی آپ کی ذمہ داری ہے، بچاؤ کا یہ عمل دراصل سائڈ مارنا ہے اور ممکنہ حد تک ٹکراؤ سے بچنا ہے۔

ہماری زندگی کی شاہ راہ بھی انہیں اصولوں کی پابند ہے، ہمہ وقت ہمارے سامنے مختلف حالات آتے رہتے ہیں، گھر سے لے کر باہر تک ایسے واقعات کا ہمیں سامنا کرنا پڑتا ہے، جو ہمارے دل ودماغ میں اشتعال کا سبب بنتے ہیں، ہمیں غصہ آتا ہے، اور ہم اس پر ری ایکٹ (React) کرنے کے لیے تیار رہتے ہیں، اب اگر ہم سب سے ٹکراتے رہیں اور لڑنے بھڑنے کو اپنا مشغلہ بنالیں تو ہم کوئی تعمیری کام نہیں کرسکتے، ہماری سوچ اور کارکردگی پر اس کا منفی اثر پڑے گا اور ہم اپنے دشمنوں کی تعداد میں غیر ضروری اضافہ کرتے رہیں گے، جس سے ہمارا چین وسکون چھن جائے گا اور ہم خوش گوار زندگی گذارنے سے محروم رہ جائیں گے، ایسے حالات میں کرنے کا کام یہ ہے کہ خوش اسلوبی سے اسے ٹال دیا جائے، ٹالنے کا عمل بزدلی نہیں، حکم الٰہی کی تعمیل ہے، اِدفَع بِالَّتِی ھِیَ اَحسَنُ اور وَاھجُرھُم ھَجراً جَمِیلا کا یہی مفہوم ہے، بلکہ قرآن میں اللہ رب العزت نے نادانوں سے اعراض کا حکم دیا ہے، واعرض عن الجاھلین.

اس کو مثالوں سے سمجھنا چاہیں تو بات آسان ہوجائے گی، ایک بڑے عالم ربانی سے کسی بدتمیز نے کہہ دیا کہ آپ (نعوذ باللہ) حرامی ہیں، یہ بہت بڑی گالی تھی اور اس پر چراغ پا ہونا بھی فطری تھا، لیکن اس بزرگ نے انتہائی تحمل سے جواب دیا کہ آپ کو کسی نے غلط خبر دی ہے، میرے والد کے نکاح کے گواہ تو اب بھی موجود ہیں، آپ کہیں تو میں ان سے آپ کو ملا سکتا ہوں، ایک بزرگ سے کسی نے کہا کہ آپ ٹخنے سے نیچے پائجامہ پہنتے ہیں، انہوں نے اس کے اس جملے پر کوئی نکیر نہیں کی، چپ چاپ کھڑے ہوگیے اور فرمایا کہ دیکھ لیجئے پائجامہ ٹخنوں سے نیچے نہیں ہے، ایک بار مولانا ابوالکلام آزاد کی گاڑی سے دوسری گاڑی کی ہلکی ٹکر ہوگئی، ڈرائیور مولانا کو پہچانتا نہیں تھا، اس نے اتر کر گرجتے ہوئے کہا یو ایڈیٹ (You Ediat) مولانا بھی گاڑی سے اتر گئے، فرمایا: اوہ آپ نے پہچانا نہیں، میں ایڈیٹ نہیں ابوالکلام ہوں، یہ چند مثالیں ہیں جس سے سمجھا جاسکتا ہے کہ ''ہجر جمیل'' اور دفاع حسن اور احسن کس طرح کیا جاسکتا ہے، غالب کا مشہور لطیفہ ہے کہ گدھا آم کو سونگھ کر چھوڑے دے رہا تھا، کسی نے کہا کہ دیکھا آپ نے گدھا بھی آم نہیں کھاتا، غالب کو آم بہت پسند تھا، کہنے لگے: جی ہاں گدھا ہی آم نہیں کھاتا، اکبر بیربل کے واقعات میں لکھا ہے کہ ایک بار سیر وتفریح کے درمیان جب دھوپ تیز ہوئی تو گرم کپڑے اتار کر اکبر اور ایک دوسرے نے بیربل کے کاندھے پر ڈال دیا اور چلتے ہوئے اکبر نے کہا کہ بیربل تمہارے اوپر ایک گدھے کا بوجھ ہو گیا ہے، بیربل نے ہنستے ہوئے کہا: جی نہیں حضور دو گدھوں کا بوجھ، یہ ہے ہنستے ہوئے باتوں کو اچھے سے ٹال دینا، ٹالنے کا یہ عمل کبھی تو حاضر دماغی سے ہوتا ہے اور کبھی علمی استحضار کی وجہ سے، ہر آدمی اگر اپنی زندگی میں ٹالنے کے اس عمل کو اپنا شیوہ بنالے تو گھر سے لے کر باہر تک کی زندگی پر سکون ہوجائے گی، ٹالنے کے اس عمل کا پتہ اس روایت سے بھی چلتا ہے جب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کرنے والے نے آپ کے لئے مذمم کا لفظ استعمال کیا، صحابہ کرام کو سخت غصہ آیا، آپ نے فرمایا کہ وہ مذمم کی ہجو کررہے ہیں اور میں تو محمد ہوں۔ ایسے موقع سے کبھی دل کے ہیجان کو کم کرنے کے لیے ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل ہونا بھی مفید ہوتا ہے، اس کی دلیل اسناد سے قطع نظر اس روایت میں ہے جس میں کہا گیا ہے کہ غصہ آئے تو کھڑا ہوا آدمی بیٹھ جائے، بیٹھا ہوا آدمی لیٹ جائے اور ٹھنڈا پانی پی لے، آپ کو ان میں سے جو طریقہ بھائے، اپنا لیجئے، لیکن ہر حال میں ٹالنے کا مزاج بنایئے۔

نمبر ون

مرکزی حکومت عورتوں کے حقوق کے نام پر قانون پاس کرنے میں لگی ہے، دوسری طرف خواتین کے خلاف جرائم میں غیر معمولی اضافہ ہوتا جارہا ہے، تازہ ترین صورت حال یہ ہے کہ ہندوستان دنیا کے ایک سو ترانوے ممالک میں خواتین کے خلاف جرائم کے حوالے سے پہلے نمبر پر آگیا ہے۔ ۲۰۱۱ء کے سروے میں اس کا مقام چوتھا تھا اور اس سے اوپر کی فہرست میں افغانستان، کانگو اور پاکستان علی الترتیب پہلے دوسرے اور تیسرے نمبر پر تھے، تھامسن رائٹرس فاؤنڈیشن کے سروے کے مطابق دوسرے نمبر پر اس بار افغانستان اور تیسرے نمبر پر شام ہے، لیکن ان دونوں ملکوں میں چونکہ جنگ جاری ہے اس لیے جرائم میں اضافہ کو حیرت کی نگاہ سے نہیں دیکھا جارہا ہے، جبکہ ہندوستان کا معاملہ بالکل الگ تھلگ ہے، یہاں مجموعی طور پر امن ہے اور جنگ جیسی صورت حال نہ ہونے کے باوجود خواتین کے خلاف ظلم وتشدد اور جرائم میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے، پاکستان کی صورت حال پہلے سے اچھی ہوئی ہے، اب کی بار وہ تیسرے نمبر سے چھٹے نمبر پر چلا گیا ہے، فاؤنڈیشن کی اس رپورٹ کو غلط ثابت کرنے کے لیے مرکزی حکومت نے خواتین کمیشن کو لگا دیا ہے کہ وہ کسی بھی طرح اس اعداد وشمار کو غلط ثابت کردے، لیکن اس کو غلط ثابت کرنا اس لئے ممکن نہیں کہ حکومت نے جو اعداد وشمار پہلے جاری کیے تھے اس کے مطابق 2007 سے 2016 تک خواتین کے خلاف جرائم میں تراسی (۸۳) فی صد کا اضافہ درج کیا گیا تھا، یہ بات بھی کہی گئی تھی کہ ہر گھنٹے کم از کم چار خواتین ظلم وتشدد کا شکار ہورہی ہیں۔

خواتین کے خلاف جرائم سے متعلق تھامسن فاؤنڈیشن کی یہ تازہ ترین سروے رپورٹ ہے جو ۲۶ / مارچ ۲۰۱۸ء سے ۴ / مئی کے درمیان کیا گیا ہے، سروے کے لئے پوری دنیا سے پانچ سو اڑتالیس ایسے ماہرین کا انتخاب کیا گیا تھا، جن کی نگاہ خواتین کے مسائل پر ہمیشہ مرکوز رہتی ہے، اور کئی این جی اوز اس کام میں ان کے معاون ومددگار تھے۔

ملک میں خواتین کے خلاف اس صورت حال کو دیکھئے اور یہ یاد رکھیے کہ موجودہ مرکزی حکومت ۲۰۱۴ء کے پارلیامانی انتخاب میں اس نعرے کے ساتھ اتری تھی کہ ''بہت ہوا ناری پر وار، اب کی بار مودی سرکار'' چنانچہ مودی سرکار آئی اور عورتوں پر وار کو روکتی کیا، اتنی کثرت سے عورتوں کو نشانہ بنایا گیا کہ ہندوستان نمبر ون پر آگیا۔

مودی حکومت پروپیگنڈے اور غلط بیانات پر یقین رکھتی ہے، دوسرے تو دوسرے خود وزیر اعظم نریندر مودی کے کئی بیانات تاریخی حوالوں سے غلط ثابت ہوچکے ہیں، اور دنیا نے ان کی کم علمی اور لاعلمی پر تالیاں پیٹنے کا کام کیا ہے، لیکن حقائق کو بیانات کی گھن گرج سے نہ تو بدلا جاسکتا ہے اور نہ ہی چھپایا جاسکتا ہے، افسوس ناک بات یہ ہے کہ بی جے پی کے کئی نیتا پر عورتوں کے خلاف جرائم کے الزامات ہیں، دیکھا یہ جارہا ہے کہ زیادتی اگر غیر مسلم خواتین کے ساتھ ہوتی ہے تو یہ لوگ آسمان سر پر اٹھا لیتے ہیں اور ظلم کی شکار کوئی مسلم عورت ہوتی ہے تو اکثریت کے بل بوتے پر گناہ گاروں کا ساتھ دینے لگتے ہیں، جیسا آصفہ کے معاملہ میں ہوا، حالاں کہ عزت وناموس کے خلاف اقدام کو مذہب کے دائرے میں قید کرنا انتہائی بداخلاقی اور غیر انسانی عمل ہے۔

ان حالات سے ہندوستان کو باہر نکالنے کے لیے عورتوں سے متعلق اسلامی تعلیمات اور جرائم کی صورت میں اسلامی سزاؤں کے اجراء کی ضرورت ہے، جرائم کی روک تھام کے لیے عورتوں کو بھی ان حدود وقیود کے ساتھ زندگی گذارنی ہوگی جو اسلام نے اس کی عزت وآبرو کے تحفظ کے لیے مقرر کر رکھے ہیں، فیشن کے نام پر نیم برہنگی کی اجازت اگر ان کو دی گئی تو جرائم میں اضافہ کو روکا نہیں جاسکتا اور یہ دلیل کارگر نہیں ہے کہ ہماری مرضی جو چاہیں پہنیں، سماج کو منکرات سے بچانے کے لیے مرضی نہیں چلے گی اور کسی کو بھی ننگے رہنے کی اجازت نہیں دی جائے گی، اسی طرح نگاہوں کا نیچے رکھنا، بے محابہ مرد وزن کا کلبوں اور ناچ خانوں میں اختلاط اور رقص وسرور کی محفلیں، ان تمام پر پابندی لگانی ہوگی، ورنہ جنسی آوارگی عام ہوتی رہے گی اور عورتوں کی عزت وآبرو لٹنے سے بچانا ممکن نہیں ہوگا، اگر ملک کی اس صورت حال کو بدلنا ہے تو حکومت کو کچھ سخت فیصلے لینے ہوں گے اور شخصی آزادی کے نام پر ہورہی بے راہ روی کو ہر حال میں روکنا ہوگا۔ سماجی تنظیموں اور مذہبی اداروں کے ذریعہ عورتوں کو چادر اور چہار دیواری کی اہمیت بتانی ہوگی، انہیں یہ باور کرانا ہوگا کہ تمہاری عزت وناموس کی حفاظت کے لیے چادر اور چہار دیواری دونوں کی ضرورت ہے، یہ قید وبند نہیں بلکہ تمہاری عزت وحرمت اور گھر کی ملکہ ہونے کی وجہ سے ہے، جد وجہد دوطرفہ ہوگی تب عزت وناموس کی حفاظت ہوسکے گی جو اس وقت ملک کے لیے سب سے بڑا چیلنج ہے اور جس کی وجہ سے پوری دنیا میں ہندوستان کی تھو تھو ہورہی ہے۔

نظام تعلیم

''کسی قوم کو تباہ کرنے کے لیے ایٹم بم اور دور تک مار کرنے والے میزائلز کی ضرورت نہیں، بلکہ اس کے نظام تعلیم کا معیار گرادو اور طلبہ وطالبات کو امتحانات میں نقل کرنے کی اجازت دے دو، وہ قوم خود ہی تباہ ہوجائے گی، اس ناکارہ نظام تعلیم سے نکلنے والے ڈاکٹرز کے ہاتھوں مریض مرتے رہیں گے، انجینئرز کے ہاتھوں عمارتیں تباہ ہوجائیں گی، معیشت دانوں کے ہاتھوں دولت ضائع ہوجائے گی، مذہبی رہنماؤں کے ہاتھوں انسانیت تباہ ہوجائے گی، ججوں کے ہاتھوں انصاف کا قتل ہوجائے گا اس لیے کہ نظام تعلیم کی تباہی قوم کی تباہی ہوتی ہے۔'' (حاصل مطالعہ)

بلا تبصرہ

''آج بیٹی کی حفاظت سب سے بڑا مسئلہ ہے، پہلے نربھیا، پھر آصفہ اور اب سنسکرتی کے ساتھ جو کچھ ہوا، وہ سن کر روح کانپ جاتی ہے، مشکل یہ ہے کہ نربھیا کے معاملہ میں اتنے برس بیت جانے کے بعد بھی مجرموں کے گردن میں پھانسی کا پھندا نہیں ڈالا جاسکا ہے، اگر ایسا ہوگیا ہوتا تو مجرم خوف کھاتے اور شاید آصفہ اور سنسکرتی محفوظ رہتی، ایسے میں اب موجودہ مرکزی سرکار کے پاس صرف ایک سال کا وقت بچا ہے، وہ چاہے تو ایسا کوئی قانون پارلیامنٹ سے پاس کرا سکتی ہے کہ ایسے مجرموں کو فوراً پھانسی دی جاسکے، ایسے گھنونے جرم کے لیے کوئی دوسری سزا شاید کم ہوگی۔'' (ہندوستان ۲ / جولائی ۲۰۱۸ء)

اللہ کی باتیں ---- رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

کامیابی کا راستہ:

﴿آؤ میں تمہیں وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جن کو تمہارے رب نے تم پر حرام کیا ہے، وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کیا کرو۔﴾ (سورۂ طلاق: ۲-۳)

مطلب: قرآن مجید میں ہے کہ انسانوں کی فلاح و بہبود اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت وفرمانبرداری اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے میں ہے؛ اس لیے اللہ کے سوا کسی اور کی اطاعت کرنے سے آدمی ضلالت وگمراہی کے راستہ پر چلا جاتا ہے، ہدایت وروشنی صرف اللہ ہی کی اطاعت سے مل سکتی ہے، سورہ بقرہ میں فرمایا گیا کہ جولوگ ایمان لائیں، ان کا نگہبان اللہ ہے، وہ ان کو اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لے جاتا ہے اور جولوگ کفر کا طریقہ اختیار کریں، ان کے نگہبان ان کے جھوٹے خدا اور گمراہ کرنے والے آقا ہیں، وہ ان کو روشنی سے نکال کر اندھیروں میں لے جاتے ہیں، وہ دوزخ میں جانے والے ہیں، جہاں ہمیشہ رہیں گے، معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ چاہے تو اپنے فضل وکرم سے سارے گناہ معاف فرمادیں؛ لیکن کفروشرک کو ہرگز معاف نہیں کریں گے، اس لیے ایک بندہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ اللہ پر اور اس کے رسول پر سچے دل سے ایمان لائے اور اس کی اطاعت وفرمانبرداری کو مقصد زندگی بنائے؛ اس لیے کہ اطاعت کے بغیر کامیابی اور نجات نہیں مل سکتی اور دوسرے یہ کہ والدین کے ساتھ سلوک کریں، چونکہ والدین اولاد کے دنیا میں آنے کا ذریعہ ہوتے ہیں اور وہ اپنی اولاد کی پرورش و پرداخت میں بڑے دکھ اٹھاتے اور بے انتہا مصیبتیں جھیلتے ہیں؛ اس لیے وہ حسن سلوک کے زیادہ مستحق ہیں، والدین کی اطاعت کرنے سے اللہ کی رضا وخوشنودی حاصل ہوتی ہے، اس سے رزق میں کشادگی اور عمر میں برکت نصیب ہوتی ہے، ایک حدیث میں فرمایا گیا کہ جسے یہ بات پسند ہو کہ اس کی عمر زیادہ ہو اور اس کا رزق بڑھادیا جائے تو اسے چاہیے کہ اپنے والدین کی فرماں برداری واطاعت کرے اور اپنے رشتہ داروں سے میل ملاپ رکھے، نیکیوں کی بقاوحفاظت کے لیے والدین اور رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کیا جائے، اگر ہم ان کے ساتھ اطاعت شعاری سے پیش آئیں گے تو ہماری اولاد بھی ہمارے ساتھ اسی طرح معاملہ کرے گی، بہت سے لوگ عبادت وریاضت کے بہت سے کام کرتے ہیں، مگر والدین کی خدمت سے گریز کرتے ہیں، انہیں ضعیفی ولاچاری میں بے سہارا چھوڑ دیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے اعمال ہماری نجات کے لیے کافی ہیں، وہ سخت دھوکہ میں ہیں؛ کیوں کہ تین برائیاں ایسی ہیں کہ ان کے ہوتے ہوئے کوئی بھی عمل قابل قبول نہ ہوگا، (۱) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا، (۲) والدین کی نافرمانی کرنا، (۳) میدان جہاد سے بھاگ جانا۔ ایک حدیث میں یہ بھی فرمایا گیا کہ تین قسم کے لوگ ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی کوئی عبادت قبول نہ کرے گا، نہ فرض، نہ ہی نفل: ایک والدین کا نافرمان، دوسرا احسان جتانے والا، تیسرا تقدیر کا انکار کرنے والا۔ ان روایات سے معلوم ہوا کہ جو شخص اللہ کی رضا وخوشنودی کا طلب گار ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے اور اپنے ماں باپ کی خیر خواہی ودلجوئی کرتا رہے اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے اور ان سے اپنے لیے دعا کراتا رہے کہ والدین کی دعا اولاد کے حق جلد اثر کرتی ہے، اللہ ہم سب کو اس کی توفیق بخشے۔

سینہ بے کینہ رکھو:

{حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حسد سے بچو؛ اس لیے کہ حسد انسان کی نیکیوں کو اس طرح کھاجاتا ہے، جیسے آگ لکڑی کو، یا سوکھی ہوئی گھاس کو کھاجاتی ہے، راوی کو شک ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لکڑی کا لفظ بیان فرمایا تھا یا سوکھی گھاس کا لفظ بیان فرمایا۔} (ترمذی شریف)

وضاحت: اس حدیث شریف میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انسان کی ایک خطرناک بیماری کا تذکرہ کرتے ہوئے اس سے بچنے کی ترغیب دی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بغض وحسد اور کینہ وعناد سے دل کو پاک رکھو، ورنہ یاد رکھو کہ جس طرح آگ سوکھی لکڑی کو یا سوکھی گھاس کو لگ جائے تو وہ اس کو بھسم کرڈالتی ہے، اسی طرح اگر کسی شخص میں حسد کی بیماری ہو تو وہ اس کی نیکیوں کو کھاجاتی ہے، کیوں کہ حسد کرنے والا اللہ کی تقدیر پر اور نظام تقسیم پر اعتراض کردیا ہے کہ اللہ نے یہ نعمت فلاں کو کیوں دی اور مجھے اس سے محروم رکھا، ایسا انسان حسد کی آگ میں جلتا رہتا ہے، وہ ترقی اور خوشحالی سے محروم رہتا ہے، اللہ کے رسول نے امت کو اس طرح کی بری عادتوں اور خرابیوں سے بچنے کی تعلیم دی اور فرمایا کہ دیکھو بدگمانی کی عادت چھوڑ دو؛ کیوں کہ جس انسان کے اندر یہ بیماری ہوگی، اس کی اصلاح بہت مشکل ہوگی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی کے معاملہ کی چھان بین بھی مت کرو اور آپس میں ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، اس سے جہاں قلب وجگر تباہ ہوتا ہے، وہیں گھر اور سماج میں بے راہ روی پیدا ہوتی ہے اور اچھا خاصا خوشگوار ماحول بے چینی کا شکار ہوجاتا ہے اور یہ مومنانہ شان کے خلاف ہے، ایک روایت میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ لوگوں میں کون شخص سب سے بہتر ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر وہ شخص جو مخموم القلب اور زبان کا سچا ہو، صحابہ نے عرض کیا کہ زبان کا سچا شخص تو ہم سمجھ گئے، مخموم القلب ہماری سمجھ میں نہیں آیا، اس کی تشریح آپ فرمادیں، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دل کا صاف اور خداترس انسان ہے، جس پر نہ گناہوں کا بوجھ ہو، نہ اس کے دل میں کسی کا کینہ ہو اور نہ حسد، اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تاکید فرمائی کہ میرے صحابہ میں سے مجھ سے کوئی کسی کی کوئی بات نہ پہچایا کرے؛ کیوں کہ میں چاہتا ہے کہ جب میں تمہارے پاس آؤں تو میرا دل تم سب کی طرف سے صاف ہو، معلوم ہوا کہ امتی کے لیے ضروری ہے کہ اس کا سینہ بے کینہ ہو اور بغض وحسد کی آلائشوں سے پوری طرح پاک وصاف ہو۔ اللہ ہم سب کو اس کی توفیق دے۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

احرام اور اس کا طریقہ

میں حج کے سفر پر جارہا ہوں، گیا سے میری فلائٹ ہے، جدہ ایرپورٹ پر اترنا ہوگا پھر حرم محترم جاکر عمرہ کرنا ہوگا، سوال یہ ہے کہ میں احرام کہاں سے باندھوں، اس کا طریقہ کیا ہوگا؟

الجواب ـــــــ وباللّٰہ التوفیق: آپ چونکہ حج تمتع کریں گے اس لئے پہلے آپ کو عمرہ کا احرام باندھنا ہوگا، احرام باندھنے سے قبل بہتر یہ ہے کہ آپ اپنے بدن کی خوب اچھی طرح صفائی کرلیں، بغل وزیر ناف بالوں کو صاف کرلیں، ہاتھوں اور پیروں کے ناخن کاٹ لیں کوئی مانع نہ ہو تو بیوی سے ہمبستری کرلیں، بہ نیت احرام خوب اچھی طرح غسل کرلیں، بدن میں خوشبو لگالیں اس کے بعد احرام کے دو کپڑے زیب تن کرلیں، سلے ہوئے کپڑے اتاردیں، کوئی اوقات مکروہہ نہ ہو تو دو رکعت نماز نفل پڑھیں بہتر یہ ہے کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد **قل یا ایھا الکفرون** اور دوسری رکعت میں **قل ھو اللہ احد** پڑھیں۔ سلام کے بعد اللہ تعالیٰ سے سفر کی آسانی اور حج وعمرہ کی قبولیت کی دعا مانگیں، اس کے بعد آپ چاہیں تو عمرہ کی نیت کرکے تلبیہ پڑھ کر احرام میں داخل ہوجائیں، ایسی صورت میں احرام کی پابندی اسی وقت سے عائد ہوجائے گی جس کا خیال بہرحال رکھنا ضروری ہوگا اور اگر چاہیں تو نیت اور تلبیہ کو موخر کردیں اس عمل کو جہاز میں میقات میں داخل ہونے سے قبل انجام دیں۔ یاد رکھیں آپ اللہ تعالیٰ کے اس مقدس گھر کی زیارت کے لئے جارہے ہیں جو روئے زمین پر اللہ کا سب سے پہلا گھر ہے، جسکی تعمیر مقدس فرشتوں نے پھر اللہ کے اولوالعزم پیغمبروں نے کی، اس گھر کی زیارت کے لئے آپ کو میقات سے گزرنا ہوگا میقات مکہ مکرمہ کے چاروں جانب وہ جگہیں ہیں جہاں سے مکہ مکرمہ سے باہر رہنے والا جب بھی مکہ مکرمہ کے قصد وارادہ سے داخل ہو خواہ مقصد حج یا عمرہ ہو یا دوست واحباب، اعزہ واقارب سے ملاقات یا اور کوئی تجارتی اغراض ان کو ان مواقیت سے احرام باندھا اور بیت اللہ کا حق ادا کرنا واجب ہے۔

یہ میقات آپ کو جدہ سے قبل راستہ میں آئے گا، جبکہ آپ جہاز میں ہوں گے، جہاں کا عملہ آپ کو متنبہ کرے گا کہ آپ میقات میں داخل ہونے والے ہیں اس لئے احرام کا عمل مکمل کرلیں، اگر آپ اس سے قبل احرام کا عمل مکمل کرچکے ہوں گے تب تو کوئی بات نہیں تلبیہ کا ورد کرتے رہیں، اور اگر احرام کی پابندی سے بچنے کے لئے آپ نے صرف احرام کے کپڑے پہن رکھے ہیں عمرہ کی نیت کے ساتھ تلبیہ نہیں پڑھا ہے تو اب ان کاموں کو کرلیں، سر سے ٹوپی یا چادر ہٹالیں کیونکہ احرام کی حالت میں سر کھلا رکھنا ضروری ہے۔ عمرہ کی نیت کرلیں۔ **اللھم انی ارید العمرۃ فیسرھا لی وتقبلھا منی** اے اللہ میں عمرہ کا ارادہ کررہا ہوں تو اسے آسان فرما اور میری جانب سے قبول فرما۔ اس کے بعد بلند آواز سے تلبیہ پڑھیں۔ **لبیک اللھم لبیک، لبیک لا شریک لک لبیک، ان الحمد والنعمۃ لک والملک لا شریک لک** تلبیہ کے کلمات اچھی طرح پہلے سے یاد کرلیں، اس کے معنی ومفہوم کو سمجھ لیں، کیونکہ راہ عشق کے مسافر کا عشق ومحبت میں ڈوبا ہوا یہی وہ ترانہ ہے جس میں بندہ کی طرف سے خودسپردگی اور عجز وانکساری کا اظہار ہے، یہ ترانہ زبان پر جاری رہے گا اور طواف سے قبل تک جاری رہے گا، اس درمیان احرام کی مکمل پابندی عائد رہے گی اور اس وقت تک رہے گی جب تک آپ عمرہ کے افعال سے فراغت کے بعد حلق یا قصر نہ کرالیں۔

ممنوعات احرام: حالت احرام میں بہت سی چیزیں ممنوع ہیں، جن سے بچنا ضروری ہے، ورنہ کفارہ لازم ہوگا۔ مثلاً عطر اور خوشبو کا لگانا یا خوشبو والی چیز کا استعمال کرنا، مرد کا سلا ہوا کپڑا جیسے قمیص، کرتا، پاجامہ، ٹوپی، دستانہ پہننا، اسی طرح ایسا جوتا پہننا جو پیر کی ابھر ہوئی ہڈی کو ڈھانک لے، مرد کا سر اور چہرہ اور عورتوں کا چہرہ ڈھانکنا، ناخن کاٹنا یا کٹوانا جسم سے بال دور کرنا، سر کا بال مونڈنا یا کاٹنا، بیوی سے ہمبستری کرنا یا بوس وکنار کرنا جس سے ہمبستری کی خواہش پیدا ہو، خشکی کے جانور کو پکڑنا، شکار کرنا یا شکار میں مدد کرنا، جوئیں مارنا، جھگڑا لڑائی کرنا یہ ساری چیزیں ممنوع ہیں۔ **میقات سے بلا احرام تجاوز کرنا**: اگر کسی وجہ سے میقات سے پہلے احرام نہیں باندھ سکا، نیند آگئی یا کسی نے میقات کے بارے میں بتایا نہیں یہاں تک کہ جدہ گیا تو اب کیا کرنا ہوگا؟

الجواب ـــــــ وباللّٰہ التوفیق: اگر کسی وجہ سے آپ میقات سے قبل احرام نہیں باندھ سکے اور جدہ پہونچ گئے تو آپ کو میقات سے بلا احرام آگے بڑھنے کی وجہ سے دم دینا ہوگا، البتہ اگر آپ اپنے میقات یا اس کے محاذی کسی اور میقات میں واپس آکر احرام باندھ لیتے ہیں تو دم ساقط ہوجائے گا؛ لیکن اگر اپنے میقات یا محاذی کسی اور میقات میں واپسی ممکن نہ ہو تو بدرجہ مجبوری جدہ ہی سے احرام باندھ لیں اور دم دیدیں، یہ دم حرم ہی میں دینا ہوگا۔

سلے ہوئے کپڑے میں احرام باندھنا: احرام کے کپڑے ہینڈ بیگ میں رکھا کہ جہاز میں میقات سے پہلے پہن کر احرام باندھ لوں گا، لیکن ساتھیوں کی غلطی سے وہ بیگ جہاز کے لگیز میں چلا گیا، اب ساتھ میں احرام کا کوئی کپڑا نہیں ہے اور نہ ہی ساتھیوں کے پاس اپنی ضرورت سے زائد احرام کے کپڑے ہیں، ایسی صورت میں احرام باندھنے کی شکل کیا ہوگی؟

الجواب ـــــــ وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ میں شخص مذکور جس کے پاس احرام کے کپڑے نہیں ہیں اس پر لازم ہے کہ میقات سے قبل سر سے ٹوپی اتارلے بدن سے قمیص اتار کر بدن پر ڈال لے، اور اسی پاجامہ یا لنگی (جو پہن رکھا ہے) میں عمرہ کی نیت کرکے تلبیہ پڑھ کر احرام باندھ لے، جدہ پہونچنے کے بعد سلا ہوا کپڑا اتار دے اور احرام کے کپڑے پہن لے، البتہ حالت احرام میں سلا ہوا کپڑا پہننا چونکہ ممنوع ہے اس لئے اس کے ذمہ کفارہ لازم ہے، اب اگر اس نے ایک دن یا ایک رات یا اس سے زیادہ دیر تک سلا ہوا کپڑا پہنا رہا تو اس پر تین چیزوں میں سے کوئی ایک چیز واجب ہے یا تو دم دے (ایک بکرا ذبح کرے) یا تین روزے رکھے، یا چھ مسکینوں کو صدقہ فطر کے بقدر صدقہ دے، ہر مسکین کو ایک صدقہ فطر کے بقدر دینا ہوگا۔ اور اگر ایک دن یا ایک رات سے کم پہنا ہے تو ایک صدقہ فطر کے بقدر صدقہ دے۔ (الفتاویٰ الھندیہ ۱/۲۴۴)

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب پھلواری شریف، پٹنہ

پھلواری شریف

جلد نمبر 56/66 شمارہ نمبر 27 مورخہ ۲۴؍شوال ۱۴۳۹ھ مطابق ۹؍جولائی ۲۰۱۸ء روز سوموار

یوم شکر واحتساب

امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا یوم تاسیس کے حوالہ سے ۱۹؍شوال کو ایک بڑا اجلاس المعہد العالی کے سمینار ہال میں منعقد ہوا، اس حوالہ سے امارت شرعیہ کے تعلیمی ادارے، ذیلی دفاتر اور بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کے دارالقضاء میں بھی اجلاس کا انعقاد کیا گیا، ہر جگہ علماء، دانشور، ائمۂ مساجد اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے متعلق لوگوں نے ہجری سال کے اعتبار سے سو سال پورے ہونے پر امارت شرعیہ کے اکابر کی قربانیاں اور اس کی خدمات پر جی کھول کر بحثیں کیں اور مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم کی قیادت میں امارت شرعیہ کی خدمات اس کے تعلیمی منصوبوں اور دارالقضاء کی توسیع کے کام کو خصوصیت سے سراہا، اور توقع ظاہر کی کہ حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم کی قیادت میں امارت کے کاموں کا دائرہ اور بڑھے گا اور امت مسلمہ کی مختلف ضروریات کی تکمیل اس ادارہ کے ذریعہ ہوگی۔ یہ ایک باوقار اجلاس تھا، جس کی صدارت ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی نے فرمائی، حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی مجلس عاملہ سے متعلق ضروری کاموں کے سلسلے میں بہار سے باہر تھے، ان کی ہدایت کے مطابق اس اجلاس کا انعقاد کیا گیا، جس کے بڑے مفید اثرات سامنے آئے، اور پرنٹ میڈیا اور الکٹرونک میڈیا میں اس کا خوب خوب چرچا رہا۔

امارت شرعیہ کا یوم تاسیس کے حوالہ سے یہ پروگرام کوئی روایتی پروگرام نہیں تھا، عموماً ہم اسے دن وتاریخ کی پابندی کے ساتھ مناتے بھی نہیں ہیں، ہیں، یہ اتفاق ہے کہ امسال یہ پروگرام ۱۹؍شوال کو ہی ہوا، لیکن ذیلی دفاتر اور دارالقضاء میں اس حوالہ سے اجلاس ہنوز جاری ہیں اور یہ سلسلہ ذیقعدہ تک جاری رہنے کا امکان ہے۔

یوم تاسیس ہمارے نزدیک یوم شکر، یوم احتساب اور یوم عہد ہے، یوم شکر اس لیے کہ جو کچھ ہو سکا وہ اللہ رب العزت کی توفیق سے ہوا، اور اس توفیق پر اللہ رب العزت کا شکر گذار ہونا انتہائی ضروری ہے، اللہ رب العزت کا ارشاد ہے کہ اگر تم شکر کروگے تو ہم اضافہ کریں گے، ہم چاہتے ہیں کہ امارت شرعیہ کے کاموں میں اضافہ ہو، خدمات کا دائرہ بڑھے اور اس کی مقبولیت کو چار چاند لگے، اس لیے ہم اسے یوم شکر کے طور پر مناتے ہیں۔

اس موقع سے ہم اپنے کاموں کا جائزہ لیتے ہیں، کام میں کہاں کمی رہ گئی؟ کہاں غلطیاں ہوئیں؟ کس کام کے اثرات ملت پر کیا پڑے؟ ظاہر ہے اس جائزہ کے نتیجے میں ہمیں کام کو اور بہتر طور سے کرگذرنے کا خیال ہوتا ہے، عملی منصوبہ بندی میں ان کمی کوتاہیوں پر نگاہ رکھتے ہیں، تاکہ ہم آئندہ اپنے کاموں کو ملت کے لیے زیادہ مفید اور کارآمد بنا سکیں، ہم بالکل اس کے قائل نہیں کہ ہمارے کاموں میں کمی، کوتاہی اور غلطیاں نہیں ہوسکتی ہیں، امارت شرعیہ میں کام کرنے والے سبھی انسان ہیں اور انسانی کاموں میں خامیوں کا رہ جانا فطری ہے، اس لیے ہم اس احتساب کے ذریعہ ان خامیوں کو دور کرنے کی ممکنہ حد تک کوشش کرتے ہیں۔

یہ یوم عہد ہے، ہم اس دن یہ عہد کرتے ہیں کہ ہمارے بڑوں نے جن اصول وضوابط اور جن مقاصد کے حصول کے لیے کام کیا، ہم بھی پوری تندہی سے ان مقاصد کو بروئے کار لانے کے لیے کام کرتے رہیں گے، اس دن ہم اپنے بڑوں کی قربانیوں کو یاد کرکے انہیں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں اور اپنی زندگی گذارنے کے لیے اکابر کی حیات سے سبق لیتے ہیں کہ کس طرح ان لوگوں نے اپنی پوری زندگی ملی کاموں کے لیے وقف کردیا اور اپنی ذاتی زندگی اور ضروریات کو پس پشت ڈال کر انتہائی مشکل حالات میں وسائل کی قلت کے باوجود ملت کے لیے اپنا سب کچھ نچھاور کردیا، اور واقعہ یہ ہے کہ اپنے آشیانے کو پھونک کر زمانہ کو روشنی بخشنے کا کام کیا، ہمیں بھی اسی نہج اور خطوط پر کام کرنا چاہیے۔

اللہ کی ذات سے امید ہے کہ اکابر امارت نے جس خلوص اور دینی جذبے سے اس پودے کی آبیاری کی ہے اور کررہے ہیں، اس کی نمی سے آئندہ بھی یہ پودا ہرا رہے گا، اور خزاں کا کوئی سایہ انشاء اللہ اس پر نہیں پڑے گا، کیوں کہ اس کی جڑیں زمین میں پیوست ہیں اور اس کی شاخیں مقبولیت کے اعتبار سے آسمان کی بلندیوں کو چھو رہی ہیں۔

نیا تعلیمی سال

پورے ہندوستان میں پھیلے مدارس اسلامیہ کا تعلیم سال شوال سے شروع ہوکر رجب میں اختتام پذیر ہوتا ہے، شعبان کے پہلے عشرہ میں طلبہ امتحان سے فارغ ہوکر رمضان المبارک کی لمبی تعطیل گذارنے عموما گھر چلے جاتے ہیں، پھر شوال آتا ہے اور مدارس میں تعلیمی، دعوتی، تربیتی اور تبلیغی سرگرمیاں شروع ہوجاتی ہیں اور ذمہ داران مدارس طلبہ وطالبات کے مستقبل کو بنانے، سنوارنے اور ان کے اندر علمی صلاحیت اجاگر کرنے کے لیے شب وروز محنت کرتے ہیں، یہ کوشش عنداللہ مقبول اور عندالناس مشکور ہے۔

مدارس اسلامیہ کی کثرت اور ان کی کارکردگی پر سوالات اٹھانے والے یہ بھول جاتے ہیں کہ یہاں اساتذہ ''قوت لا یموت'' اور برائے نام اجرت پر کام کرتے ہیں، ان کی ساری توجہ اجر خداوندی کے حصول پر ہوتی ہے، اگر یہ مدارس ومکاتب کی خدمات چھوڑ کر معاش کے دوسرے ذرائع اختیار کریں تو دوسروں سے کہیں آگے نکل جائیں، لیکن انہوں نے دینی تعلیم کے فروغ اور قال اللہ وقال الرسول سمجھانے اور پڑھانے کے لیے اپنے کو وقف کر رکھا ہے، ان کی وجہ سے مدارس ہی نہیں، مساجد کے منبر ومحراب بھی آباد وشاداب ہیں۔

البتہ ہمارا جو تعلیمی وتربیتی نظام ہے، اس کو خوب سے خوب تر بنانے کی فکر کرتے رہنی چاہیے، اس سلسلے میں ابتدائی مراحل میں تحریر، املا نویسی اور خوش خطی پر خصوصی توجہ دینی چاہیے، دیکھا یہ جاتا ہے کہ صلاحیت تو اچھی ہوتی ہے لیکن بدخطی کا یہ عالم ہوتا ہے کہ پڑھنا مشکل ہوجاتا ہے، حضرت امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم اس پر بہت زور دیتے ہیں، اسی وجہ سے جامعہ رحمانی مونگیر میں پڑھنے والے اور وہاں کے فارغین کی تحریریں عام طور پر اچھی اور خوش نما ہوتی ہیں، امتحان میں نمبرات کے حصول کے لیے بھی یہ ضروری ہے، اس لیے اس سے صرف نظر نہیں کرنا چاہیے اور ممکن ہو، کسی اچھے خوش خط استاذ کے ذمہ یہ کام کرنا چاہیے کہ وہ طلبہ کو خوبصورت انداز میں لکھنا سکھائیں۔

نحو وصرف اور دوسرے فنون کی تدریس کے لیے بلیک بورڈ وغیرہ کا استعمال کیا جائے، تجربہ بتاتا ہے کہ آلۂ تدریس کے استعمال سے طلبہ کی پوری توجہ درس پر مرکوز ہوتی ہے اور وہ سبق آسانی سے سمجھ لیتے ہیں، ہمارے یہاں مدارس میں ''آلۂ ضرب'' کا استعمال تو بے محابا ہوتا ہے، آلۂ تدریس سے صرف نظر کرلیا جاتا ہے۔

ہم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ پریکٹیکل، عملی تدریس صرف سائنسی علوم کے لیے ہیں، یہ سوچ صحیح نہیں ہے، مدارس اسلامیہ میں وضو، نماز کی عملی مشق کے ساتھ اوقات صلوٰۃ کو سمجھانے کے لیے صبح صادق، صبح کاذب، فیٔ اصلی، زوال شمس، شفق ابیض واحمر کا مشاہدہ اور بیع وشرا کے مسائل کی عملی مشق ضرور کرانی چاہیے؛ تاکہ ان چیزوں کا ادراک پورے طور پر طلبہ کو ہوسکے۔

طریقۂ تدریس میں یہ بات بھی انتہائی اہم ہے کہ مطالعہ کے ساتھ ساتھ ''لیسن پلان'' یعنی تدریس کی پوری منصوبہ بندی کی جائے، کیا بتانا ہے؟ کتنا بتانا ہے؟ کیا سوالات کرنے ہیں؟ اور کس طرح پچھلے سبق کی مناسبت سے بچوں کے علم میں اضافہ کرنا ہے، یہ سارا کچھ تدریس کی منصوبہ بندی سے حاصل کیا جاسکتا ہے، عموما یہ دیکھا جاتا ہے کہ گھنٹی ختم ہونے کے بعد بھی سبق ختم نہیں ہوتا اور اگلی گھنٹی سے متعلق استاذ کاریڈور میں گھومتا رہتا ہے کہ وہ نکلیں تو یہ داخل ہوں، منصوبہ بندی نہ کرنے کا ہی نتیجہ ہے، ہمیں معلوم ہے کہ گھنٹی پینتالیس یا پچاس منٹ کی ہے تو اسی اعتبار سے تیار ہوکر درس کے لیے جانا چاہیے، تاکہ دوسرے استاذ کا وقت لینے کی نوبت نہیں آئے۔

امتحانات ششماہی ہو یا سالانہ، بعض ضروری قواعد کے حفظ کے علاوہ امتحان عبارت فہمی، اخذ مفاہیم ومطالب اور مسئلہ تک پہونچنے کا لیا جائے، یادداشت اور حافظہ کا نہیں، کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جو عبارت حل نہیں ہوتی ہے اور جو مشکل نظر آتی ہے، اسے سوالات کا جز بنادیا جاتا ہے، یہ طریقہ درست نہیں ہے، اس سے طلبہ نفسیاتی طور پر کمزور ہوجاتے ہیں اور تعلیم سے ان کی رغبت کم ہوتی ہے۔

تدریس کو مفید بنانے کے لیے یہ ضروری ہے کہ کتاب کی عبارت کے ساتھ فن کی تعلیم دی جائے اور ہوم ورک اور مشق وتمرین پر توجہ صرف کی جائے؛ تاکہ کسی بھی کتاب میں ان چیزوں کا ذکر کرے تو طلبہ کا ذہن آسانی سے اس طرف منتقل ہوجائے۔

جو کمزور لڑکے ہیں، ان پر خصوصی نگاہ رکھی جائے، اور ان کی حوصلہ افزائی کرکے فارغ وقت میں ان پر محنت کرکے کام کا بنایا جائے کیوں کہ اللہ طلبہ کی تعداد اور درجات کے بارے میں نہیں پوچھیں گے یہ ضرور پوچھیں گے کہ جس کو رکھا تھا اسے کام کا کیوں نہیں بنایا۔

تعلیم کے ساتھ تربیت ہمارے یہاں نصاب کا جز ہے، اس لیے کسی بھی حال میں اس سے صرف نظر نہ کیا جائے، سورۃ یٰسین کی تلاوت اور بعد نماز عشا سورۃ واقعہ اور سورۃ ملک کی تلاوت کا نظام قائم کیا جائے، تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز باجماعت کے اہتمام میں اساتذہ اور طلبہ سستی نہ کریں۔ ہر عمل کے لیے جو دعاء ماثورہ احادیث میں مذکور ہیں، انہیں یاد کرانے کی طرف توجہ دی جائے۔

دعوت وتبلیغ کا جو طریقہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے رائج کیا، تجربہ سے اس کی اہمیت وافادیت مسلم ہے، اس نسبت سے علاقہ میں جو جماعت آئے اس کی نصرت کی جائے اور بغیر تعلیمی نقصان کے اس ترتیب کو رائج کرنا ممکن ہو تو اسے مدارس میں رائج کیا جائے، اسی طرح علاقہ میں کسی بڑے عالم کی آمد پر انہیں مدرسہ میں آنے کی دعوت دی جائے اور طلبہ واساتذہ کو ان سے مستفیض ہونے کا موقع فراہم کرایا جائے اور مدرسہ کی ترقی کے لیے ان سے دعا کی درخواست کی جائے، گاؤں سے روابط مضبوط کیے جائیں اور ایسی آبادی جہاں معاشی پس ماندگی ہے اور وہاں مکاتب کا نظام نہیں ہے؛ اس کے لیے جزوی تعاون کرکے وہاں کے دینی اور تعلیمی ماحول کو سازگار بنایا جائے، اس سے مدرسہ کا مالی فائدہ بھی ہوگا، اور ہم اپنی ذمہ داری سے سبکدوش بھی ہوسکیں گے، ممکن ہو تو علاقہ کے علماء کا اجتماع بھی سال میں ایک دوبار کرایا جائے، اس سے کام کے استحکام میں مدد ملے گی اور رفیقانہ جذبات واحساسات پروان چڑھیں گے، مدارس کے اساتذہ کا علاقہ کی مساجد میں جمعہ کے خطاب کا بھی نظام بنایا جائے اور جن کے لیے جمعہ کی فرصت کا استعمال ذاتی کاموں کے لیے ضروری نہ ہو وہ ہر ہفتہ الگ الگ گاؤں میں جاکر خطاب کریں، اس سے ادارہ کا رابطہ بھی مضبوط ہوگا اور ہم دعوتی ذمہ داریوں سے بھی سبکدوش ہوسکیں گے۔

یادوں کے چراغ

مولوی محمد قمر الدین

: ایڈیٹر کے قلم سے

۲۷/ جون ۲۰۱۸ء مطابق ۱۲/ شوال ۱۴۳۹ھ بروز بدھ بوقت دن کے ساڑھے بارہ بجے امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کے قدیم مخلص خادم (شرطی) مولوی محمد قمر الدین بن محمد بندھو میاں کا انتقال ان کی رہائش گاہ واقع خلیل پورہ پھلواری شریف پٹنہ میں ہوگیا، اناللہ وانا الیہ راجعون، جنازہ کی نماز خلیل پورہ جامع مسجد کے متصل امام جامع مسجد خلیل پورہ نے پڑھائی اور مقامی قبرستان میں تدفین عمل میں آئی، امارت شرعیہ کے ذمہ داران وکارکنان ان تین چار سو لوگوں میں شامل تھے، جنہوں نے اپنے کاندھے چڑھا کر انہیں آخری سفر پر روانہ کیا، ایک اندازہ کے مطابق انتقال کے وقت ان کی عمر اسی سال تھی، بظاہر مرض بڑھاپا تھا، جس کی وجہ سے ذہنی ٹنشن رہا کرتا، شوگر نے اس میں مزید اضافہ کر دیا تھا۔

مولوی محمد قمر الدین صاحب کی جائے پیدائش اور وطن اصلی محلّہ ملکانہ مسوڑھی ضلع پٹنہ تھا، تعلیم میٹرک تک پائی تھی، امیر شریعت رابع حضرت مولانا منت اللہ رحمانی نور اللہ مرقدہ کے دور امارت میں ۱۴/ مارچ ۱۹۶۵ء میں وہ امارت شرعیہ سے وابستہ ہوئے اور ترپن سالوں تک مسلسل امارت شرعیہ کے لیے اپنی زندگی وقف رکھی، اور قریب کے محلّہ خلیل پورہ میں بود وباش اختیار کرلیا، ان کی خدمت، فکر اور سوچ کا دائرہ امارت شرعیہ کے گرد ہی گھوما کرتا تھا، وہ کہا کرتے تھے کہ امارت شرعیہ نے ہم جیسے آدمی کو مولوی بنا دیا، ان کی وضع قطع اور رہن سہن کا انداز اسلامی تھا، نماز کی جماعت میں وہ صف اول میں نظر آتے اور تکبیر اولیٰ سے نماز پڑھنے کا اہتمام کرتے، بیت المال کے استحکام کے لیے ان کے ذمہ بعض حلقے کیے گیے تھے، دوسرے کاموں کے لیے بھی ان حلقوں میں ان کا آنا جانا لگا رہتا تھا، اس حلقے میں کبھی ہم لوگوں کا جانا ہوتا تو معلوم ہوتا کہ ان حلقوں میں وہ محبوب بھی ہیں اور مقبول بھی، ان کی خوش خلقی، نرم مزاجی اور بشاش چہرے کی وجہ سے لوگوں میں ان کی پکڑ تھی اور اس پکڑ کا پورا پورا فائدہ وہ امارت شرعیہ کے کاموں کو آگے بڑھانے، بیت المال کو مستحکم کرنے اور امارت کے حلقوں کو وسعت دینے کے لیے استعمال کیا کرتے تھے، میں نے ان کا بڑھاپے کا دور پایا، لیکن اس عمر میں بھی ان کا چہرہ خوبصورت اور وجیہ تھا، دفتر کے سارے ذمہ داران وکارکنان کو وہ ''بابو'' کہہ کر مخاطب کرتے، چاہے قاضی ہو، ناظم ہو، نائب ناظم ہو یا کارکن سب ان کے لیے ''بابو'' ہی تھے، اس لفظ میں جو تعلق، اپنائیت اور محبت کی چاشنی تھی، اس کی لذت ہم آج بھی محسوس کرتے ہیں، قمر الدین صاحب کی بڑی خوبی کام کے تئیں ان کی دلچسپی تھی، وہ اپنے کام سے کام رکھنے والے آدمی تھے، وہ دوسروں پر کوئی تبصرہ کرنے سے بھی گریز کرتے تھے، ان کی شادی پھلواری شریف میں محمد بدر الدین صاحب کی لڑکی سے ہوئی تھی، اس طرح پھلواری شریف ان کا وطن ثانی بھی تھا اور مصاہرت کے تعلق کی وجہ سے ان کی پسندیدہ جگہ بھی، پسندیدگی کی ایک وجہ امارت شرعیہ کے مرکزی دفتر کا یہاں واقع ہونا بھی تھا۔

زندگی کی سب سے بڑی خواہش کعبۃ اللہ کی زیارت اور روضہ اقدس پر خود جا کر صلوٰۃ وسلام پیش کرنے کی تھی، اللہ رب العزت نے اس کی سبیل بھی پیدا کر دی تھی، ارادہ امسال ہی اہلیہ کے ساتھ حج بیت اللہ کا تھا، دفتری کارروائی مکمل تھی، فارم بھرا جا چکا تھا اور رقم کی پہلی قسط جمع بھی ہوگئی تھی، لیکن بلاوا اوپر سے آگیا اور سفر حج کے بجائے، آخرت کا ہوگیا، محبوب سے ملاقات کی یہ زیادہ واضح اور مکمل شکل ہے، حدیث پاک میں ہے کہ موت ایک پل ہے جو محبّ کو محبوب سے ملا دیتا ہے، اللہ رب العزت نے ان کے لیے یہی پسند کیا کہ وہ بغیر کسی تاخیر اور حج وزیارت کے بارگاہ خداوندی میں حاضر ہو جائیں اور زیادہ دیر نہ کیا جائے، اور قبر میں ان کو جنت کے مزے دیے جائیں کیوں کہ قبر نیکوں کے لیے جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے، اللہ تعالیٰ کی ذات پاک سے امید ہے کہ قمر الدین صاحب اپنی نیکیوں کے طفیل قبر میں جنت کے مزے لے رہے ہوں گے۔

رمضان کے بعد دفتر کھلا تو وہ حاضر ہوئے تھے، میں ہی فرصت پر تھا، اس لیے رمضان کی ملاقات ہی آخری ملاقات ثابت ہوئی، اب جو دفتر میں میری حاضری ہوئی، دار القضاء کی طرف جانا ہوا تو آنکھیں انہیں ڈھونڈھتی رہیں اور ان کی کمی کا شدت سے احساس ہوا، دراصل جب شب وروز کوئی ہمارے سامنے رہتا ہے اور سہل الحصول ہوتا ہے تو اس کی قدر وقیمت ذہن سے نکل جاتی ہے، پھر جب اچانک منظر سے ہٹ جاتا ہے تو احساس ہوتا ہے کہ ہم نے کیا کچھ کھو دیا ہے اور اس کھوئے ہوئے کی جستجو میں دل ودماغ پریشان ہوتے ہیں، لیکن ظاہر ہے جو قبر کی گود میں سو گیا ہو، اس کی جستجو کا مطلب سعی لا حاصل ہے اور زیادہ سے زیادہ وہ یادوں کے ذخیرے میں حافظہ میں رہ جاتا ہے۔ مولوی قمر الدین صاحب بھی اب ہم لوگوں کے حافظہ کا حصہ بن گیے، پھر حافظہ سے تحت الشعور میں چلے جائیں گے، جب کوئی چیز ان سے متعلق سامنے آئے گی تو تحت الشعور پھر سے یادوں کو شعور میں منتقل کر دے گا اور ہم چند جملے کہہ کر اپنے کو مطمئن کر لیں گے۔

مولوی قمر الدین صاحب کا انتقال ایک فرد کا انتقال نہیں، پھلواری شریف کی قدیم روایات کا انتقال ہے، جس کے وہ جیتے جاگتے نمونہ تھے، امارت شرعیہ کے قدیم خادم کا انتقال ہے، جس نے امارت شرعیہ کو پروان چڑھتے ہوئے دیکھا تھا، جس نے چار امراء شریعت کا دور پایا اور ان کی خدمت کرنے کا انہیں موقع ملا، امیر شریعت سادس مولانا سید نظام الدین فرمایا کرتے تھے کہ امارت شرعیہ کا کام اجتماعی کام ہے، یہاں ایک ایک فرد کی اپنی اہمیت ہے، چوتھے درجے کے ملازم اگر صفائی ستھرائی میں دلچسپی نہ لیں تو ماحول میں ایسا فساد ہوگا کہ سانس لینا مشکل ہو جائے گا اور کام کرنا مشکل ترین، اس لیے یہاں کے ہر فرد کی اہمیت کو سمجھنا چاہیے، جو فرد جہاں پر لگا ہوا ہے، اس کی ذات امارت کے کاموں کو آگے بڑھانے میں معین ومددگار رہے، یہی وجہ ہے کہ موجودہ امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم نے ان کی موت کو تمام خدام امارت شرعیہ کے لیے ذاتی غم قرار دیا اور ان کی مخلصانہ اور ایماندارانہ ترپن سالہ خدمات کے دورانیہ کی ستائش کی۔ ان کے انتقال پر امارت شرعیہ میں جو تعزیتی نشست ہوئی، اس میں شرکاء نے ان کے لیے جن خیالات کا اظہار کیا (بقیہ صفحہ ۱۰/ پر)

کتابوں کی دنیا

تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں

حرف حرف زندگی

: **پروفیسر ڈاکٹر محمد عابد حسین صدر شعبۂ فارسی پٹنہ یونیورسٹی پٹنہ**

اللہ رب العزت کی بے شمار نعمتوں میں سے ''زندگی'' ایک بیش قیمت نعمت ہے، زندگی کی قدر دانی یہ ہے کہ اس کا استعمال اس مقصد میں ہو؛ جس کیلئے زندگی عطا کی گئی ہے، خالق کائنات نے ہر ایک مخلوق کی زندگی کو با مقصد بنایا ہے، اور اس مقصد تک پہنچنے کے لئے اس کو پوری صلاحیت اور اہلیت عطا فرمائی ہے، انسان چونکہ اشرف المخلوقات اور مخدوم کائنات ہے، اس لئے اس کی زندگی کا مقصد بھی تمام مخلوقات سے اعلیٰ وارفع ہے، انسان کی زندگی کا مقصد پورے عالم کی ابتدا اور انتہاء کو سامنے رکھ کر سب کے نتائج پر نظر ڈالنا ہے، اور یہ متعین کرنا ہے کہ مجموعی طور پر کیا چیز مفید اور کیا تکلیف دہ ہے، پھر بصیرت کے ساتھ اپنے لئے مفید چیزوں کو حاصل کرنا اور مضر چیزوں سے بچنا، نیز دوسروں کو ان مفید چیزوں کی طرف دعوت دینا اور تکلیف دہ چیزوں سے بچانے کا اہتمام کرنا ہے، تاکہ دائمی راحت وسکون اور اطمینان کی زندگی حاصل ہو سکے، یہی اصلی کامیابی ہے۔

انسان اپنے مقصد حیات میں کامیاب ہو جائے، اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اسلام کی دولت عطا فرمائی اور انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ رشد وہدایت کا مکمل نظام قائم فرمایا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی کے تمام شعبوں میں جو نمونۂ عمل ہمارے لئے چھوڑا ہے، وہ ہر ایک انسان کے لئے اس ابدی مقصد کے حصول کا ضامن ہے، الحمدللہ علمائے ربانیین نے اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں ہر موڑ پر امت کی مکمل رہنمائی فرمائی اور ان شاء اللہ یہ عمل قیامت تک چلتا رہے گا۔

دنیا کے حالات پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت جس قدر سامان راحت اور سامان شفا کی فراوانی ہوتی جا رہی ہے، اتنی ہی زیادہ انسانوں کی اکثریت پریشانیوں کا شکار ہو رہی ہے، نئے نئے امراض اور نئی نئی مصیبتیں دستک دے رہی ہیں، بڑے سے بڑا انسان بھی اپنی جگہ آسودہ اور مطمئن نہیں ہے، بلکہ یہ سامان جس رفتار میں بڑھتے جا رہے ہیں، آفات وبلیات اور امراض وپریشانیاں اس سے کئی گنا تیز رفتاری کے ساتھ بڑھتی جا رہی ہیں، گویا یہ ایجادات ہمارے اصلی مقصد حیات یعنی اطمینان وراحت کے فراہم کرنے میں ناکام ہیں، اس کی واحد وجہ وہ معنوی اور باطنی فساد ہے؛ جس نے انسان کو اپنے رب کی نافرمانی کا خوگر بنا دیا ہے۔

جب ہم نے اپنے مالک کی نافرمانی اختیار کی تو اس کی مخلوقات نے معنوی طور پر ہماری نافرمانی شروع کر دی، جب تک انسان اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار رہتا ہے، اس وقت تک یہ تمام چیزیں انسان کی پوری پوری خدمت کرتی ہیں اور جب انسان خدائے تعالیٰ کی نافرمانی کرنے لگتا ہے تو دنیا کی ساری چیزیں انسان کی نافرمان بن جاتی ہیں، انسان گرچہ اس کو اپنی ظاہری آنکھ سے نہیں دیکھتا؛ لیکن چیزوں کے خواص اور فوائد پر غور کرنے سے اس کا ثبوت مل جاتا ہے، ظاہر میں دنیا کی تمام چیزیں انسان کے استعمال میں رہتی ہیں، لیکن ان میں سے کوئی چیز اپنا مقصد پورا نہیں کرتی۔

اللہ کی دھرتی پر فساد کا دروازہ بند ہو اور اصلاح وفلاح کا ماحول عام ہو، اس کے لئے قرآن وحدیث میں ہمارے لئے مکمل رہنمائی موجود ہے، علمائے کرام نے ہر دور میں اپنے فرض منصبی کو پہچانا اور انسان کی ظاہری اور باطنی اصلاح کی ذمہ داری کو ہر ناموافق حالات میں پورا کرنے کی کوشش کی، اقوام عالم کو تہذیب وتمدن کا سبق پڑھایا؛ لیکن موجودہ حالات کا مشاہدہ انتہائی افسوسناک ہے، ہمارے جگر گوشے، نئی تہذیب کے متوالے، اسلام کے مقدس اصول کو پامال کر رہے ہیں اور انسانیت کراہ رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے حضرت مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کو، جن کو حالات کی سنگینی کا مکمل ادراک ہے اور انہوں نے اپنی تحریر اور تقریر کو اس ناسور کے علاج کے لئے وقف کر رکھا ہے۔ ابھی تک ان کی کئی تصانیف ان موضوعات پر مقبول عام ہو چکی ہیں۔

اس وقت اصلاحی مضامین کا مجموعہ ''حرف حرف زندگی'' جو ہمارے سامنے ہے، وہ علمی، ادبی، اخلاقی اور معاشرتی اعتبار سے نہایت اہم ہے۔ کتاب کے تمام مشمولات زندگی کے ان گوشوں سے متعلق ہیں جن کی رعایت کرنے سے انسانیت کی تعمیر ہوتی ہے، حضرت مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی صاحب نے اپنی اس گرانقدر تصنیف میں ان موضوعات کو اپنے مطالعہ کا مرکز بنایا ہے، جنہیں عام طور پر لوگ قابل اعتنا نہیں سمجھتے، لیکن مولانا کی دور رس نگاہ نے مناسب وقت پر مرض کی صحیح تشخیص کی اور اپنی دل پذیر تحریر کے ذریعہ فساد کے سوتوں کو بند کرنے اور اصلاح کو عام کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔

مولانا کا مطالعہ بہت گہرا ہے، وہ جس طرح کھلے ذہن سے مطالعہ کرتے ہیں، اسی طرح کھلے ذہن سے لکھتے بھی ہیں، اسلوبِ تحریر اور طریقۂ تحقیق دونوں منفرد ہے، عبارت میں سلاست اور سہل نگاری انکا وہ طرۂ امتیاز ہے، جہاں تکلف وصناعی کا بالکل گذر نہیں ہے، روانی اور سادگی نے ایسی چاشنی پیدا کر دی ہے، جو قاری کے لئے دلچسپی کا سامان مہیا کرتی ہے، بے ساختگی اور سچائی سر چڑھ کر بولتی ہے، مضامین کو ماقل ودلّ کا مصداق بنایا ہے؛ تاکہ اس مشینی دور میں مشغول ترین آدمی کے لئے بھی پڑھنا آسان ہو سکے۔

میں نے اس اصلاحی مجموعہ کو جستہ جستہ پڑھا ہے، اور استفادہ کیا ہے، میرا اپنا گمان ہے کہ یہ کتاب اصلاحی نقطۂ نگاہ سے غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے اور قابل مطالعہ پیشکش ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے موضوع اور مقصد کو قبول فرمائے، اور امت مسلمہ کو امام الامم بنا کر اقوام عالم کی ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ آمین

دورانِ حج کرنے کے کام

مولانا محمد اسلم شیخوپوری

اجر وثواب کی طلب اور رضائے الٰہی کے حصول کا جذبہ رکھنے والا حاجی، جب مبارک سفر پر روانہ ہوتا ہے تو سوال کرتا ہے کہ وہاں جا کر مجھے کون سا کام سب سے زیادہ کرنا چاہیے؟ اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ درج ذیل امور کو انجام دے۔

طواف:

یہ ایک ایسی عبادت ہے جو پوری دنیا میں حرم کعبہ کے سوا کہیں اور نہیں ہوسکتی۔

نماز:

یہاں پڑھی گئی نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے، ایسے سادہ لوح بھی ہیں جو سمجھتے ہیں یہاں ایک نماز پڑھنے سے فوت شدہ نماز ایک لاکھ نمازوں کی قضا ہوجاتی ہے، حالانکہ یہ سوچ قطعاً غلط ہے اور اسے سادہ لوحی کے بجائے جہالت کہنا زیادہ بہتر ہوگا۔

صدقہ وخیرات:

ہاں یہ بھی افضل عمل ہے، مگر یہاں مستحقین کو تلاش کرنا مشکل ہے اور پیشہ ور بھکاریوں پر دل نہیں ٹھکتا، وہ ایک ایک دن میں بلا مبالغہ سیکڑوں ریال کما لینے کی وجہ سے خود صاحب نصاب بن جاتے ہیں اور ان پر زکوٰۃ فرض ہوجاتی ہے، ان میں سے بعض لاکھوں روپے خرچ کر کے حج اور عمرہ کا ویزا لگوا کر بھیک مانگنے کے لیے از خود جاتے ہیں اور بعض کو لایا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن:

اس کی فضیلت میں کسے شک ہوسکتا ہے؟ پھر یہ تو وہ مبارک سرزمین ہے، جہاں قرآن نازل ہوا تھا، یہاں اسے پڑھنے کا لطف ہی کچھ اور ہوتا ہے، جب قاری پڑھتا ہے: ﴿رب هـذا البيت﴾ تو بیت اللہ نظروں کے سامنے ہوتا ہے اور ﴿وهـذا البلـد الامين﴾ پڑھتے ہوئے بیت اللہ کے در و دیوار اپنی طرف توجہ مبذول کرا لیتے ہیں۔

کچھ چیزوں کا تعلق اپنے ذوق اور ہمت وطاقت سے بھی ہے، میری رائے یہ ہے کہ حج اور عمرہ کے سفر میں جو کام سب سے زیادہ کرنے کا ہے، وہ ہے دعا۔

دعا:

ویسے تو دعا ہر جگہ کی جاسکتی ہے، ہمارا رب فضاؤں میں بھی سنتا ہے اور صحراؤں میں بھی، پہاڑوں میں بھی اور دریاؤں میں بھی، اطاعت شعاروں کی بھی اور گناہ گاروں کی بھی، گونگوں بہروں کی بھی اور ادیبوں وخطیبوں کی بھی، فقیروں غریبوں کی بھی اور اصحاب ثروت کی بھی، انسانوں کی بھی اور حیوانوں اور حشرات کی بھی؛ لیکن افراد اور کیفیات کے علاوہ چند مقامات کو بھی قبولیت کے اعتبار سے ترجیح دی گئی ہے، ان مقامات میں سے اکثر کا تعلق حرمین شریفین سے ہے۔

یہاں مقام ابراہیم ہے، جو قبولیت دعا کے اہم مقامات میں سے ہے، کہا جاتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اس کے پاس کھڑے ہو کر یہ دعا فرمائی تھی: ''اے اللہ! آپ میرے خفیہ اور علانیہ کے جاننے والے ہیں، میری معذرت قبول فرما لیجیے، آپ میری ضرورت جانتے ہیں، مجھے میری حاجت کی چیز عطا فرما دیجیے اور آپ جانتے ہیں جو کچھ مجھ میں ہے تو میرے گناہ بخش دیجیے، اے اللہ! میں آپ سے وہ ایمان مانگتا ہوں جو میرے دل میں رچ بس جائے اور وہ سچا یقین کہ میں خوب جان لوں کہ وہ بات جو آپ نے میری تقدیر میں لکھ دی ہے، بس وہی مجھے پیش آسکتی ہے اور اس زندگی پر رضا مندی مانگتا ہوں جو آپ نے میرے لیے تقسیم فرما دی ہے''۔ اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی، کیا عجب کہ ہم مانگیں تو ہماری دعا بھی قبول ہوجائے۔

یہاں ملتزم ہے، سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک نہ معلوم کتنے صحابہ، کتنے اولیا، کتنے محدثین اور کتنے علما ومشائخ نے یہاں آنسو بہائے ہیں اور کعبہ کی دیواروں پر اپنے چہرے رکھ کر اللہ سے دعائیں کی ہیں، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ رب العزت کی قسم! میں نے جب کبھی ملتزم کے پاس دعا کی، وہ ضرور قبول ہوئی ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے: جو آدمی ملتزم کے پاس گناہوں کی مغفرت کی دعا کرے گا، اسے اللہ تعالیٰ گناہوں سے اس طرح پاک فرما دے گا، جیسے وہ اس دن پاک تھا، جب وہ پیدا ہوا تھا۔

اگر اللہ تعالیٰ ملتزم، یا اس کے پاس پہنچنے کی توفیق دے تو کعبہ کے ساتھ ایسے چمٹ جائے، جیسے بچھڑا ہوا بچہ برسوں بعد ماں سے ملتا ہے، کبھی اپنا سینہ اور پیٹ اس سے لگائیے، کبھی دایاں رخسار اور کبھی بایاں رخسار اس پر رکھئے۔

کبھی پورا چہرہ اسی کے ساتھ لگا دیجیے اور دونوں ہاتھ اوپر اٹھا کر انہیں بازوؤں سمیت بیت اللہ شریف کی دیوار کے ساتھ لگا کر انتہائی خشوع وخضوع سے خوب رو رو کر دعا مانگئے۔

یہاں حطیم ہے، یہ گویا کعبہ کا صحن ہے، اسے بیت اللہ ہی کا درجہ حاصل ہے، اس میں داخل ہونا بیت اللہ میں داخل ہونا ہے اور اس کے اندر نماز پڑھنا بیت اللہ کے اندر نماز پڑھنے کے برابر ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: میں بیت اللہ کے اندر داخل ہو کر نماز پڑھنے کی شدید خواہش رکھتی ہوں، ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے حطیم میں داخل کر کے فرمایا: تم بیت اللہ کے اندر داخل ہونا چاہتی ہو تو یہاں داخل ہو کر نماز پڑھو، یہ حصہ بیت اللہ میں داخل ہے۔

حطیم ہی میں میزاب رحمت بھی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: جو شخص میزاب رحمت کے نیچے دعا کرے گا، اس کی دعا قبول ہوگی۔

حطیم میں عاشقوں کا ہجوم رہتا ہے، یہاں داخل ہونے کے لیے لمبا انتظار اور سخت مجاہدہ کرنا پڑتا ہے، اندر قدم رکھنے کی کوئی صورت بن جائے تو خوب مانگئے، جی بھر کر مانگئے اور سارے ارمان پورے کر لیجیے۔

مقام ابراہیم، ملتزم اور حطیم کے علاوہ قبولیت کے اہم مقامات میں پورا مطاف ہے، آب زمزم اور حجر اسود ہے، صفا، مروہ ہے، منیٰ، عرفات اور مزدلفہ ہیں، تینوں جمرات ہیں، غار ثور اور غار حرا ہیں، غرضیکہ یہاں بہت سارے ایسے مقامات ہیں، جس کا وجود دعا مانگنے والوں کا ہجوم سنگ دل سے سنگ دل شخص کو بھی دست پھیلانے پر مجبور کر دیتا ہے تو پھر آپ ہی کیوں محروم رہیں۔

امیر ہو یا غریب، بادشاہ ہو یا فقیر، یہاں جو بھی آیا ہے، مانگنے کے لیے آیا ہے، سب جانتے ہیں کہ یہ اس کریم ورحیم کا دربار ہے جو مانگنے والوں سے خوش اور نہ مانگنے والوں سے ناراض ہوتا ہے، سو خوب مانگئے، ہر وقت مانگئے اور جس زبان میں جی چاہے، مانگئے، اس عالی دربار میں درخواست پیش کرنے کے لیے مقفع، مسجع اور شاعرانہ عبارت کی ضرورت نہیں، ہاں شکستہ دلی، تواضع، یقین اور فنائیت جیسی صفات کا ہونا ضروری ہے۔

شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خاں رحمہ اللہ نے ایک دفعہ اپنا چشم دید واقعہ سنایا: حج کے موقع پر میں ملتزم پر حاضر ہوا تو گجرات کا ایک دیہاتی ملتزم سے چمٹا ہوا رو رہا تھا اور پنجابی میں کہہ رہا تھا:

''اللہ مائی کوئی بولی نہ آوندی اے، اکے پنجابی آوندی اے، تداں کو گل آکھانداں، کوئی بندہ ساڈے ڈیرے تے آوے تے اسیں انوں خالی نہ موڑدے آں، میں دی تیرے ڈیرے تے آیاں واں، توں مینوں خالی نہ موڑیں''۔ (یعنی اللہ! مجھے پنجابی کے سوا کوئی زبان نہیں آتی، میں آپ سے صرف ایک بات کہنا چاہتا ہوں، وہ یہ کہ ہمارے گھر اگر کوئی پردیسی آجائے تو ہم اسے خالی ہاتھ واپس نہیں کرتے، میں بھی آپ کے گھر آیا ہوں، مجھے خالی ہاتھ واپس نہ کیجیے گا۔)

میں اس کے پیچھے کھڑا رہا، جب وہ فارغ ہوگیا تو میں نے ملتزم سے چمٹ کر بارگاہ ایزدی میں عرض کیا: یا اللہ! جو کچھ تیرا یہ بندہ کہہ رہا تھا، میری التجا بھی یہی ہے۔

رفقا کا کہنا ہے کہ پھر شیخ زار وقطار رونے لگے اور دیر تک ہچکی بندھی رہی، ہمارا اللہ ہر زبان سمجھتا ہے؛ بلکہ سچی بات تو یہ ہے کہ وہ بے زبانوں کی بھی زبان سمجھتا ہے، مانگنے کو تو بہت کچھ ہے، دین بھی اور دنیا بھی، مگر خاص طور پر دوزخ سے حفاظت اور جنت میں داخل کئے جانے کا سوال کیجیے، پوری امت اس وقت فتنوں، طوفانوں اور کفر کی یلغار کی زد میں ہے، مغلوبیت اور مظلومیت آخری حد تک جا پہنچی ہے، بے شمار بیٹے اور بیٹیاں کفار کے بندی خانوں میں ناقابل تصور مظالم کی چٹان تلے سسک رہے ہیں۔

عالم اسلام صدیوں سے نظام خلافت اور صالح قیادت سے محروم ہے، یہ محرومی بے شمار محرومیاں اپنے دامن میں چھپائے ہوئے ہیں، جہاں جہاں اپنے لیے دعا فرمائیں، وہاں امت مرحومہ کو بھی یاد رکھیں۔

حج میں منہیات سے پرہیز کا حکم:

حج (کا زمانہ) چند مہینے ہیں جو (مشہور و) معلوم ہیں (یعنی یکم شوال سے دس ذی الحجہ تک) پس جو شخص ان ایام میں اپنے اوپر حج مقرر کرے (کہ حج کا احرام باندھ لے) تو پھر نہ کوئی فحش بات جائز ہے اور نہ حکم عدولی درست ہے اور نہ کسی قسم کا جھگڑا زیبا ہے (بلکہ اس کو چاہیے کہ ہر وقت نیک کام میں لگا رہے) اور جو نیک کام کرو گے حق تعالیٰ شانہ اس کو جانتے ہیں، ان کو ہر شخص کی ہر بات کا ہر وقت علم رہتا ہے، اس کے موافق اس کو جزا یا سزا دیتے ہیں، اس لیے ان نیکیوں کا بہت بہت بدلہ عطا فرمائیں گے، جو ان مبارک اوقات میں کی جائے گی۔ (سورۂ بقرہ: ۱۹۷)

حج قران یا افراد کا احرام اہل مکہ، مکہ کے اندر سے ہی باندھیں گے، البتہ حج تمتع کی صورت میں عمرہ کا احرام کے لیے حرم سے باہر حل میں آجانا ان کے لیے ضروری ہے۔ (فتح الباری، کتاب الحج وابواب العمرہ) اسی طرح آفاقی لوگ حج تمتع میں ۸؍ذی الحجہ کو مکہ سے ہی احرام باندھیں گے، البتہ بعض علماء کے نزدیک اہل مکہ کو عمرے کے احرام کے لیے حدود حرم سے باہر جانے کی ضرورت نہیں ہے؛ اس لیے وہ ہر طرح کے حج اور عمرے کے لیے اپنی اپنی جگہ سے ہی احرام باندھ سکتے ہیں۔

تنبیہ: حافظ ابن القیم نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وعمل سے صرف دو قسم کے عمرے ثابت ہیں، ایک وہ جو حج تمتع کے ساتھ کیا جاسکتا ہے اور دوسرا وہ عمرہ مفردہ جو ایام حج کے علاوہ صرف عمرے کی نیت سے ہی سفر کر کے کیا جائے، باقی حرم سے جا کر کسی قریب ترین حل سے عمرے کے لیے احرام باندھ کر آنا مشروع ہے، (الا یہ کہ جن کے احوال وظروف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جیسے ہوں۔) (زاد المعاد)

نوٹ: حدود حرم سے باہر کے علاقے کو حل اور بیرون مکہ سے آنے والے حجاج کو آفاقی کہا جاتا ہے۔

فلا رفث ولا فسوق:

صحیح بخاری وصحیح مسلم میں حدیث ہے: جس نے حج کیا اور شہوانی باتوں اور فسق وفجور سے بچا، وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہوجاتا ہے، جیسے اس دن پاک تھا، جب اسے اس کی ماں نے جنا تھا۔

زاد التقویٰ:

تقویٰ سے مراد یہاں سوال سے بچنا ہے، بعض لوگ بغیر زاد راہ لیے حج کے لیے گھر سے نکل پڑے اور کہتے کہ ہمارا اللہ پر توکل ہے، اللہ نے توکل کے اس مفہوم کو غلط قرار دیا اور زاد راہ لینے کی تاکید فرمائی۔

مذہبی رواداری- ہندوستان کی روایت رہی ہے

عارف عزیز(بھوپال)

سب سے پہلے ہندوستان کی وسعت، ہمہ گیری، فراخ دلی اور ہرنئ تہذیب وروایت کو اپنے اندر جذب کرنے کی صلاحیت پر ہمیں نظر ڈالنا چاہیے، ہندوستان وہی ملک ہے، جس پر سب سے پہلے بیرونی آریاؤں نے چڑھائی کی اور یہاں کے اصل باشندے دراڑوں کو جنوبی ہند تک ڈھکیل دیا، اس کے بعد جو بھی یہاں وارد ہوئے، خواہ وہ مسلم تاجر ہوں، صوفیائے کرام ہوں، ترک پٹھان اور مغل ہوں، سب کو اس ملک نے اپنے اندر جذب کرلیا، ہرنئ تہذیب کو اپنانے، ہرنئ فکر کو اپنی فکر بنانے اور ہر حملہ آور کو شہری کا درجہ دینے میں ہندوستان نے شروع سے جس وسعت قلبی کا مظاہرہ کیا، اس کی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس ملک کی اصل قوت کا راز یہی فراخ دلی ہے، ڈاکٹر عابد حسین کے الفاظ میں ''ہمارا ملک اس ریل کی طرح ہے، جس میں مسافروں کو ہر اسٹیشن پر چڑھنے سے روکا تو جاتا ہے، یہ کہہ کر کہ اندر جگہ نہیں ہے؛ لیکن بعض مسافر سینہ زوری کر کے اندر آنے میں کامیابی حاصل کرلیتے ہیں اور اگلے اسٹیشن پر پہلے مسافروں کے ساتھ مل کر اپنے مشترکہ دشمن یعنی نئے مسافروں کو ریل میں چڑھنے سے منع کرنے لگتے ہیں، عین یہی تصور ہندوستان کی تہذیب کا ہے، باہر کے لوگوں نے اس ملک پر حملہ کیا؛ لیکن آخر کار وہ ہندوستانی بن گئے، کہاں کہاں سے لوگ آئے، کیا کیا تحفے لائے، ایرانی آئے، تورانی آئے، یونانی آئے، منگولی آئے، سب نے اس ملک میں قدم رکھا تو کچھ عرصہ بعد انہوں نے ہندوستان کو اپنا ملک تسلیم کرلیا اور ایک مشترکہ تہذیب کی بنیاد ڈالی''۔ (ماخوذ قومی تہذیب کا مسئلہ)

یہ وہی تہذیب ہے، جس کی طرف مہاتما گاندھی نے بھی اشارہ کیا تھا، میں نہیں چاہتا کہ میرے گھر کی کھڑکیاں اور دروازے چاروں طرف سے بند کردیئے جائیں، میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ دروازے اور کھڑکیاں ہمیشہ کھلی رہیں اور یہاں تازہ ہوائیں آتی رہیں، لیکن میں ایسی مضبوطی سے کھڑا رہوں کہ میرے پاؤں لڑکھڑا نہ جائیں، خواہ باہر کی ہوائیں کتنی ہی تیز کیوں نہ ہوں۔

ہندوستان کی یہی وہ تہذیب اور اس کے اندر مضمر طاقت ہے، جس کے بارے میں اقبال نے کہا تھا:

یونان ومصر روما سب مٹ گئے جہاں سے
کچھ بات ہے کہ ہستی مٹتی نہیں جہاں سے

اس تہذیب کو جسے ہمارے پرکھوں نے کسی خاص فلسفے یا عقیدے کا نام نہیں دیا، کیوں کہ رواداری اور دوسروں کا لحاظ کرنا ان کے مزاج کا ایک حصہ تھا، ان کے نظریات کچھ بھی رہے ہوں، مگر انہوں نے اپنے فکر وعمل کے اختلاف کو کبھی دشمنی یا نفرت کا باعث نہیں بننے دیا؛ اس لیے ہندوستان میں مختلف فلسفے اور نظریات بیک وقت پھلتے پھولتے رہے، لیکن ان کی وجہ سے کبھی جنگ وجدال کا ماحول پیدا نہیں ہوا، یہی وہ ملک ہے جہاں مہاتما بودھ نے اپنے دھرم کے پرچار میں مشرق ومغرب کو ایک کردیا، لیکن کسی نے ان پر پتھر پھینکنے کی ضرورت نہیں سمجھی، اشوک اعظم نے لنکا کے معرکہ کے بعد رضا کارانہ طور پر بدھ مذہب اپنالیا تو بھی کسی کی پیشانی پر بل نہیں پڑے، عرب سیاحوں نے جب گجرات، مالا بار اور کیرل کے ساحلوں پر اپنی کشتیوں کے بادبان کھولے تو انہیں سمندر میں واپس ڈھکیلا نہیں کیا گیا؛ بلکہ تواضع کی گئی بیرونی سیاحوں کے سفرنامے پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہاں کے لوگ کتنے بڑے دل کے اور رواداری کے مالک تھی، اسی لیے ہندوستان میں مذہب اسلام کا آغاز محمد بن قاسم سے نہیں، جنوبی ہند میں عرب سیاحوں کی آمد اور مقامی راجاؤں کی طرف سے کئے گئے ان کے استقبال سے ہوتا ہے۔ ہندوستان کی اس فراخ دلی، رواداری اور سب سے بڑھ کر عظمت کو جدید اصطلاح میں کوئی معنی دیئے جاسکتے ہیں تو وہ اس ملک کا سیکولر کیرکٹر ہے، اس ملک کا مزاج شروع سے رواداری اور وسعت قلبی پر مبنی رہا ہے، آج کل سیکولرزم سے مراد لادینی نظام لیا جاتا ہے، جبکہ انسائیکلوپیڈیا امریکانا میں سیکولرزم کی تشریح اس اخلاقی نظام سے کی گئی ہے، جو فطرت کے مطابق اخلاقی اصولوں پر مشتمل ہو اس کی پہلی بنیاد وفکر کی آزادی اور دوسری اختلاف رائے کا حق ہے، سیکولرزم کی ایک اور تعریف یہ ہے کہ اس کو ماننے والا ہر ایک مذہب کو برابری کی نگاہ سے دیکھے اور دوسرے مذاہب کی عزت وتوقیر کرے، ہندوستان نے سیکولرزم کی اس تیسری تعریف کو قبول کیا ہے، یعنی ہر ہندوستانی اپنے مذہب کے ساتھ دوسرے کے مذاہب کا احترام کرے اور اس سے روشنی حاصل کرے، یہی وہ فکر ہے جو ہمارے یہاں قومی اتحاد اور فرقہ وارانہ یکجہتی کو مستحکم کرتی رہی ہے۔

ملک کی آزادی کی طرح اس اتحاد کو قائم رکھنے کی سب سے زیادہ ذمہ داری یہاں کے اکثریتی فرقہ پر عائد ہوتی ہے، اسے ہوشیار ومستعد رہنا چاہیے کہ کسی خاص اقلیت یا کمزور طبقہ کے دل ودماغ میں احساس کمتری پیدا نہ ہو، اقلیتوں کے جائز حقوق پامال نہ کئے جائیں، قومی اتحاد کے اس جذبہ کو انگریز حکمرانوں نے سیاسی مقاصد کے لیے سب سے زیادہ نقصان پہونچایا، انہوں نے ہندوستان کی تہذیبی ریل میں اپنے لیے علاحدہ سے ڈبے لگوائے، جو لوگ دوسرے ملکوں سے آئے، ان میں انگریز واحد قوم تھی، جس نے ہندوستان کی تہذیب وتمدن کو اپنانے میں دلچسپی نہیں لی، نہ یہاں بیٹھ کر حکمرانی کی، بلکہ سات سمندر پار انگلینڈ سے ان کے کارندوں کو احکامات جاری ہوتے تھے، انگریز دوسری قوموں کی طرح ہندوستان میں رہنے بسنے نہیں، صرف حکومت کرنے اور یہاں کے مال ودولت سے یوروپ کے خزانے بھرنے آئے تھے، انہوں نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کو جو ہندو مسلمانوں نے باہم مل جل کر ایک مسلم بادشاہ بہادر شاہ ظفر کی قیادت میں لڑی تھی، فرقہ وارانہ رنگ دینے کی کوشش کی، جھانسی کی رانی پر ان کا یہی اعتراض تھا کہ وہ بہادر شاہ کی قیادت کو تسلیم کرتی ہے اور ان کا توپچی ایک مسلمان محمد غوث ہے، حالانکہ آخری لمحہ تک وہ اپنا فرض ادا کر کے قومی اتحاد کی ایک روشن تاریخ رقم کرلیا، ملک میں ہندو مسلم اتحاد کا یہ مظاہرہ پہلے بھی ہوتا رہا، اورنگ زیب کا عہد ہو، یا اٹھارہویں صدی میں مرہٹوں اور مغلوں کا فوجی تصادم، اس زمانے میں بھی قومی تعصب، تنگ نظری یا فرقہ پرستی کی مثالیں بھی نہیں کہ ایک فرقہ نے دوسرے فرقہ کے مذہبی ٹھکانوں پر قبضہ کرنے کی کوشش کی ہو، یا پرانی غلطیوں کو لے کر بدلہ لینے کی بات کہی ہو، شیواجی کی مراٹھا فوج کے دستوں میں کئی مسلمان اعلیٰ عہدوں پر فائز تھے۔

صدیوں سے یہی رواداری اور فراخ دلی ہندوستان کی ریتی اور روایت رہی ہے، جس کا مقصد ہر فرقہ کے احساسات اور جذبات کا احترام کرنا ہے، لہٰذا ہماری کوشش ہونا چاہیے کہ مستقبل میں بھی ہمارے ملک کی کچھ بات جسے سیکولر کیرکٹر کا نام دینا مناسب ہوگا، باقی رہے اور ملک کو استحکام حاصل ہو، لیکن اس کے لیے شرط یہ ہے کہ ہمیں اپنا دل بڑا، ضمیر سچا، اس کی جرأت محفوظ اور زاویہ نگاہ درست رکھنا پڑے گا، روشن خیالی اپنا کر اور ترقی یافتہ سیکولر نظام کو فروغ دے کر ہی یہ کام ہوسکتا ہے، جس میں ضمیر وفکر اور اظہار رائے کی آزادی ضروری ہے، طاقت کے زور سے کسی کا منہ بند کرنے یا دھمکی ودھونس سے کام چلانے کی گنجائش نہ ہو۔

انٹرنیٹ اور موبائل کا بے جا استعمال کے نقصانات

نسرین اختر

موجودہ صدی کو ہم بجا طور پر کمپیوٹر کی صدی کہہ سکتے ہیں۔ اس دوران کمپیوٹر، انٹرنیٹ اور دیگر برقی آلات بہت تیزی سے ہماری زندگیوں کا حصہ بن چکے ہیں۔ ان کا استعمال زندگی میں ناگزیر عنصر کی حیثیت اختیار کرچکا ہے۔

بڑا ہو یا چھوٹا سبھی ان کے سحر میں مبتلا ہیں۔ اب تو گویا ان کے بغیر زندگی ادھوری محسوس ہوتی ہے۔ موبائل فون تو تقریباً ہر ایک کے پاس نظر آتا ہے، حتیٰ کہ بہت چھوٹے بچے بھی بچ موبائل سے کھیلنا ہی پسند کرتے ہیں اور یہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ یہ بچے بڑی تیزی اور ہنرمندی کے ساتھ موبائل چلاتے دکھائی دیتے ہیں۔ دراصل بچوں کے کھیلنے کی ہر چیز کا تعلق برقی آلات سے جڑا ہوا ہے۔ جیسے کمپیوٹر گیمز، پلے اسٹیشن، ایکس باکس، آئی پوڈ وغیرہ، پھر بچوں اسکولنگ کی ابتدا میں ہی انھیں کمپیوٹر سے آشنا کرادیا جاتا ہے۔

نرسری کلاسز میں بچوں کو نظمیں سکھانے کے لیے سی ڈی کے ذریعے ٹی وی پر نظمیں دکھائی جاتی ہیں۔ کھیل کھیلنے کے لیے بھی وہ کمپیوٹر گیمز کو ترجیح دیتے ہیں یا پھر پلے اسٹیشن کا استعمال کرتے ہوئے اپنی پسند کے وڈیو گیم کھیلتے ہیں، یعنی آؤٹ ڈور گیم تو اب بچے کھیلتے ہی نہیں۔ ماہرین کا خیال ہے کہ ابتدائی عمر میں ہی جو بچے بال وغیرہ سے کھیلتے ہیں، وہ ذہنی اور جسمانی طور پر بہت صحت مند رہتے ہیں۔

یہی نہیں؛ بلکہ اب تو ڈیجیٹل قرآن بھی متعارف ہوچکا ہے، بچے، بڑے سب قرآن کریم کی تلاوت سننے کے لیے ڈیجیٹل قرآن (ای قرآن) کا استعمال کررہے ہیں۔ یہ ان کے لیے بالکل نئ اور انوکھی چیز ہے۔ ان سب کے علاوہ موبائل فونز کا بے تحاشا استعمال بڑے اور بچے نہایت فیاضی سے کررہے ہیں۔ دراصل اس چھوٹی سی چیز میں ایک پورا جہان آباد ہے۔ انٹرنیٹ نے اسے مزید ایک پاورفل چیز بنادیا ہے۔ اسے بہت سارے کاموں کے لیے استعمال کیا جارہا ہے، نہ صرف فون پر بات کرنے کے لیے، بلکہ ایف ایم سننے، ایس ایم ایس کرنے کے لیے، آن لائن چیٹنگ کرنے کے لیے، تصویر بنانے، ویڈیو بنانے کے لیے اور یوٹیلٹی بلز بھی موبائل فونز کے ذریعے جمع کروائے جاسکتے ہیں۔ حتیٰ کہ اب تو آن لائن شاپنگ بھی کی جارہی ہے۔ یوں موبائل فون کو ان گنت طریقوں سے کام میں لایا جارہا ہے۔ بے شک انٹرنیٹ اور موبائل وغیرہ نے ہماری زندگیوں میں آسانیاں پیدا کردی ہیں، لیکن یہاں اس حقیقت کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ ان کی ضرورت سے زیادہ اور بے جا استعمال نے ہمیں سست اور کاہل بنادیا ہے۔ وہ جو کہا جاتا ہے کہ کسی بھی چیز کی زیادتی نقصان دہ ہوتی ہے، یہی بات انٹرنیٹ اور موبائل کے استعمال پر بھی صادق آتی ہے۔ یہ درست ہے کہ موبائل فون نے ہماری زندگیوں کو بہت آسان بنادیا ہے، یہ رابطے کا بہترین ذریعہ ہے اور ہر وقت، ہر جگہ ساتھ بھی رہتا ہے۔

اس کے استعمال کے کئی فوائد بھی ہیں، لیکن یہ تو تصویر کا ایک رخ ہے، ہمیں تصویر کا دوسرا رخ دیکھنے کی بھی ضرورت ہے، اس کے بے جا استعمال سے نہ صرف وقت ضائع ہوتا ہے، بلکہ پیسے اور بجلی کا ضیاع بھی ہوتا ہے۔ پھر بچوں کے لیے بھی موبائل فون کا حد سے زیادہ استعمال مضر ثابت ہوتا ہے۔ انھیں بہت زیادہ دیر تک موبائل فون کے نزدیک نہیں ہونا چاہیے، کیوں کہ ماہرین کے مطابق موبائل فون سے خارج ہونے والی ریڈیائی شعاعیں اور لہریں بچوں کے دماغ پر منفی اثرات مرتب کرتی ہیں جن سے بچوں کی نظر یعنی ان کی بینائی کم زور ہوجاتی ہے۔

بچے ہوں یا بڑے، موبائل اور انٹرنیٹ پر بہت زیادہ وقت گزارنے سے دوسری تعمیری سرگرمیوں کو نظر انداز کردیا جاتا ہے۔ خاص طور پر نوجوانوں اور بچوں کی تعلیم پر اس کا بہت برا اثر پڑتا ہے۔ ان کی وجہ سے آؤٹ ڈور کھیلوں میں دل چسپی کم ہوجاتی ہے، جو بہت ضروری تصور کیے جاتے ہیں۔ ان کی بدولت بچے چاق وچوبند، چست اور پھرتیلے رہتے ہیں۔ ماؤں کو اس وقت زیادہ چوکنا رہنے کی ضرورت ہے، جب ان کا بچہ انٹرنیٹ اور موبائل کا بہت زیادہ استعمال کررہا ہو اور یہ بات تو سبھی جانتے ہیں کہ انٹرنیٹ ایک وسیع دنیا ہے جہاں ہر طرح کی معلومات پر مشتمل ویب سائٹس موجود ہیں۔ یہ ویب سائٹس عمر اور رجحان کے مطابق ہوتی ہیں۔ خطرہ اس وقت ہوتا ہے جب بچہ ایک ایسی ویب سائٹس کھول کر دیکھتا ہے۔ (بقیہ صفحہ ۱۰ پر)

تاریخ فتوحات گنتی ہے دستر خوان پر پڑے انڈے، جیم اور مکھن نہیں

یہ ۱۹۷۳ء کی بات ہے۔ عربوں اور اسرائیل کے درمیان جنگ چھڑنے کو تھی۔ ایسے میں ایک امریکی سینٹر ایک اہم کام کے سلسلے میں اسرائیل آیا۔ وہ اسلحہ کمیٹی کا سربراہ تھا۔ اسے فوراً اسرائیل کی وزیر اعظم "گولڈہ مائیر" کے پاس لے جایا گیا۔ گولڈہ مائیر نے ایک گھریلو عورت کی مانند سینٹر کا استقبال کیا اور اسے اپنے کچن میں لے گئی۔ یہاں اس نے امریکی سینٹر کو ایک چھوٹی سی ڈائننگ ٹیبل کے پاس کرسی پر بٹھا کر چولہے پر چائے کے لئے پانی رکھ دیا اور خود بھی وہیں آ بیٹھی۔ اس کے ساتھ اس نے طیاروں، میزائلوں اور توپوں کا سودا شروع کر دیا۔ ابھی بھاؤ تاؤ جاری تھا کہ اسے چائے پکنے کی خوشبو آئی۔ وہ خاموشی سے اٹھی اور چائے دو پیالیوں میں انڈیلی۔ ایک پیالی سینٹر کے سامنے رکھ دی اور دوسری گیٹ پر کھڑے امریکی گارڈ کو تھما دی۔ پھر دوبارہ میز پر آ بیٹھی اور امریکی سینٹر سے محو کلام ہو گئی۔ چند لمحوں کی گفت وشنید اور بھاؤ تاؤ کے بعد شرائط طے پا گئیں۔ اس دوران گولڈہ مائیر اٹھی، پیالیاں سمیٹیں اور انہیں دھو کر واپس سینٹر کی طرف پلٹی اور بولی "مجھے یہ سودا منظور ہے۔ آپ تحریری معاہدے کے لئے اپنا سیکرٹری میرے سیکرٹری کے پاس بھجوا دیجئے۔

یاد رہے کہ اسرائیل اس وقت اقتصادی بحران کا شکار تھا، مگر گولڈہ مائیر نے کتنی "سادگی" سے اسرائیل کی تاریخ میں اسلحے کی خریداری کا اتنا بڑا سودا کر ڈالا۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ خود اسرائیلی کابینہ نے اس بھاری سودے کو رد کر دیا۔ اس کا موقف تھا، اس خریداری کے بعد اسرائیلی قوم کو برسوں تک دن میں ایک وقت کھانے پر اکتفا کرنا پڑے گا۔ گولڈہ مائیر نے ارکان کابینہ کا موقف سنا اور کہا: "آپ کا خدشہ درست ہے، لیکن اگر ہم یہ جنگ جیت گئے اور ہم نے عربوں کو پسپائی پر مجبور کر دیا تو تاریخ ہمیں فاتح قرار دے گی اور جب تاریخ کسی قوم کو فاتح قرار دیتی ہے، تو وہ بھول جاتی ہے کہ جنگ کے دوران فاتح قوم نے کتنے انڈے کھائے تھے اور روزانہ کتنی بار کھانا کھایا تھا۔ اسکے دستر خوان پر شہد، مکھن، جیم تھا یا نہیں اور ان کے جوتوں میں کتنے سوراخ تھے یا ان کی تلواروں کے نیام پھٹے پرانے تھے۔ فاتح صرف فاتح ہوتا ہے۔"

گولڈہ مائیر کی دلیل میں وزن تھا، لہٰذا اسرائیلی کابینہ کو اس سودے کی منظوری دینا پڑی۔ آنے والے وقت نے ثابت کر دیا کہ گولڈہ مائیر کا اقدام درست تھا اور پھر دنیا نے دیکھا، اسی اسلحے اور جہازوں سے یہودی عربوں کے دروازوں پر دستک دے رہے تھے۔ جنگ کے ایک عرصہ بعد واشنگٹن پوسٹ کے نمائندے نے گولڈہ مائیر کا انٹرویو لیا اور سوال کیا: "امریکی اسلحہ خریدنے کے لئے آپ کے ذہن میں جو دلیل تھی، وہ فوراً آپ کے ذہن میں آئی تھی، یا پہلے سے حکمت عملی تیار کر رکھی تھی؟" گولڈہ مائیر نے جو جواب دیا وہ چونکا دینے والا تھا۔ وہ بولی: "میں نے یہ استدلال اپنے دشمنوں (مسلمانوں) کے نبی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) سے لیا تھا، میں جب طالبہ تھی تو مذاہب کا موازنہ میرا پسندیدہ موضوع تھا، انہی دنوں میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح حیات پڑھی، اس کتاب میں مصنف نے ایک جگہ لکھا تھا کہ۔۔ جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو ان کے گھر میں اتنی رقم نہیں تھی کہ چراغ جلانے کے لئے تیل خریدا جا سکے، لہٰذا ان کی اہلیہ (حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) نے ان کی زرہ بکتر رہن رکھ کر تیل خریدا، لیکن اس وقت بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرے کی دیواروں پر نو تلواریں لٹک رہی تھیں۔ میں نے جب یہ واقعہ پڑھا تو میں نے سوچا کہ دنیا میں کتنے لوگ ہوں گے جو مسلمانوں کی پہلی ریاست کی کمزور اقتصادی حالت کے بارے میں جانتے ہوں گے لیکن مسلمان آدھی دنیا کے فاتح ہیں، یہ بات پوری دنیا جانتی ہے۔ لہٰذا میں نے فیصلہ کیا کہ اگر مجھے اور میری قوم کو برسوں بھوکا رہنا پڑے، پختہ مکانوں کی بجائے خیموں میں زندگی بسر کرنا پڑے، تو بھی اسلحہ خریدیں گے، خود کو مضبوط ثابت کریں گے اور فاتح کا اعزاز پائیں گے۔"

گولڈہ مائیر نے اس حقیقت سے تو پردہ اٹھایا، مگر ساتھ ہی انٹرویو نگار سے درخواست کی اسے "آف دی ریکارڈ" رکھا جائے اور شائع نہ کیا جائے۔ وجہ یہ تھی، مسلمانوں کے نبی کا نام لینے سے جہاں اس کی قوم اس کے خلاف ہو سکتی ہے، وہاں دنیا میں مسلمانوں کے موقف کو تقویت ملے گی۔ چنانچہ واشنگٹن پوسٹ کے نمائندے نے یہ واقعہ حذف کر دیا۔ وقت دھیرے دھیرے گزرتا رہا، یہاں تک کہ گولڈہ مائیر انتقال کر گئی اور وہ انٹرویو نگار بھی عملی صحافت سے الگ ہو گیا۔ اس دوران ایک اور نامہ نگار، امریکہ کے بیس بڑے نامہ نگاروں کے انٹرویو لینے میں مصروف تھا۔ اس سلسلے میں وہ اسی نامہ نگار کا انٹرویو لینے لگا جس نے واشنگٹن پوسٹ کے نمائندے کی حیثیت سے گولڈہ مائیر کا انٹرویو لیا تھا۔ اس انٹرویو میں اس نے گولڈہ مائیر کا واقعہ بیان کر دیا، جو سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق تھا۔ اس نے کہا کہ اب یہ واقعہ بیان کرنے میں اسے کوئی شرمندگی محسوس نہیں ہو رہی ہے۔

گولڈہ مائیر کا انٹرویو کرنے والے نے مزید کہا: "میں نے اس واقعے کے بعد جب تاریخ اسلام کا مطالعہ کیا، تو میں عرب بدوؤں کی جنگی حکمت عملیاں دیکھ کر حیران رہ گیا، کیونکہ مجھے معلوم ہوا کہ وہ طارق بن زیاد جس نے جبرالٹر (جبل الطارق) کے راستے اسپین فتح کیا تھا، اس کی فوج کے آدھے سے زیادہ مجاہدوں کے پاس پورا لباس نہیں تھا۔ وہ بہتّر بہتّر گھنٹے ایک چھاگل پانی اور سوکھی روٹی کے چند ٹکڑوں پر گزارا کرتے تھے۔ یہ وہ موقع تھا، جب گولڈہ مائیر کا انٹرویو نگار قائل ہو گیا کہ۔۔ "تاریخ فتوحات گنتی ہے، دستر خوان پر پڑے انڈے، جیم اور مکھن نہیں۔"

گولڈہ مائیر کے انٹرویو نگار کا اپنا انٹرویو جب کتابی شکل میں شائع ہوا تو دنیا اس ساری داستان سے آگاہ ہوئی۔ یہ حیرت انگیز واقعہ تاریخ کے دریچوں سے جھانک کر مسلمانان عالم کو جھنجھوڑ رہا ہے، بیداری کا درس دے رہا ہے، ہمیں سمجھا رہا ہے کہ ادھڑی عباؤں اور پھٹے جوتوں والے گلہ بان، چودہ سو برس قبل کس طرح جہاں بان بن گئے؟ ان کی ننگی تلوار نے کس طرح چار براعظم فتح کر لئے؟ اگر پُر شکوہ محلات، عالی شان باغات، زرق برق لباس، ریشم وکمخواب سے آراستہ وپیراستہ آرام گاہیں، سونے، چاندی، ہیرے اور جواہرات سے بھری تجوریاں، خوش ذائقہ کھانوں کے انبار اور کھنکھناتے سکوں کی جھنکار ہمیں بچا سکتی تو تاتاریوں کی ٹڈی دل افواج بغداد کو روندتی ہوئی معتصم باللہ کے محل تک نہ پہنچتی۔

آہ! وہ تاریخ اسلام کا کتنا عبرت ناک منظر تھا جب معتصم باللہ، آہنی زنجیروں اور بیڑیوں میں جکڑا، چنگیز خان کے پوتے ہلاکو خان کے سامنے کھڑا تھا۔ کھانے کا وقت آیا تو ہلاکو خان نے خود سادہ برتن میں کھانا کھایا اور خلیفہ کے سامنے سونے کی طشتریوں میں ہیرے اور جواہرات رکھ دیئے۔ پھر معتصم سے کہا۔: "جو سونا چاندی تم جمع کرتے تھے اُسے کھاؤ!" بغداد کا تاج دار بے چارگی و بے بسی کی تصویر بنا کھڑا تھا، بولا: "میں سونا کیسے کھاؤں؟" ہلاکو نے فوراً کہا "پھر تم نے یہ سونا چاندی جمع کیوں کیا تھا؟"

وہ مسلمان جسے اُسکا دین ہتھیار بنانے اور گھوڑے پالنے کیلئے ترغیب دیتا تھا، کچھ جواب نہ دے سکا۔ ہلاکو خان نے نظریں گھما کر محل کی جالیاں اور مضبوط دروازے دیکھے اور سوال کیا: "تم نے اِن جالیوں کو پگھلا کر آہنی تیر کیوں نہ بنائے؟ تم نے یہ جواہرات جمع کرنے کی بجائے اپنے سپاہیوں کو رقم کیوں نہ دی، تاکہ وہ جانبازی اور دلیری سے میری افواج کا مقابلہ کرتے؟" خلیفہ نے تاسف سے جواب دیا۔ "اللہ کی یہی مرضی تھی۔" ہلاکو نے کڑک دار لہجے میں کہا: "پھر جو تمہارے ساتھ ہونیوالا ہے، وہ بھی خدا کی مرضی ہو گی۔" پھر ہلاکو خان نے معتصم باللہ کو مخصوص لبادے میں لپیٹ کر گھوڑوں کی ٹاپوں تلے روند ڈالا، بغداد کو قبرستان بنا ڈالا۔ ہلاکو نے کہا "آج میں نے بغداد کو صفحہ ہستی سے مٹا ڈالا ہے اور اَب دنیا کی کوئی طاقت اسے پہلے والا بغداد نہیں بنا سکتی۔"

تاریخ تو فتوحات گنتی ہے؛ محل، لباس، ہیرے، جواہرات لذیز کھانے نہیں۔ اگر ہم ذرا سی بھی عقل وشعور سے کام لیتے تو برصغیر میں مغلیہ سلطنت کا آفتاب کبھی غروب نہ ہوتا۔ اندازہ کرو جب یورپ کے چپے چپے پر تجربہ گاہیں اور تحقیقی مراکز قائم ہو رہے تھے۔ تب یہاں ایک شہنشاہ دولت کا سہارا لیکر اپنی محبت کی یاد میں تاج محل تعمیر کروا رہا تھا، جب مغرب میں علوم وفنون کے بم پھٹ رہے تھے، تب یہاں تان سین جیسے گویے نئے راگ ایجاد کر رہے تھے، جب انگریزوں، فرانسیسیوں اور پرتگالیوں کے بحری بیڑے برصغیر کے دروازوں پر دستک دے رہے تھے، ہمارے اَرباب واختیار شراب وکباب اور چنگ ورباب سے مدہوش پڑے تھے۔ تن آسانی، عیش کوشی اور عیش پسندی نے ہمیں کہیں کا نہیں چھوڑا، ہمارا بوسیدہ اور دیمک زدہ نظام بکھر گیا، کیونکہ تاریخ کو اِس بات سے کوئی غرض نہیں ہوئی کہ حکمرانوں کی تجوریاں بھری ہیں یا خالی؟ شہنشاہوں کے تاج میں ہیرے جڑئے ہیں یا نہیں؟ درباروں میں خوشامدیوں، مراثیوں، طبلہ نوازوں اور وظیفہ خوار شاعروں کا جھرمٹ ہے یا نہیں؟ یاد رکھیے! تاریخ کو صرف کامیابیوں سے غرض ہوتی ہے اور تاریخ عُذر قبول نہیں کرتی۔

افسوس صد افسوس! سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک یہودی عورت نے تو سبق حاصل کر لیا۔ مگر مسلمان اِس پہلو سے نا آشنا رہے۔ سائنس وٹیکنالوجی، علوم وفنون پر دسترس رکھنے کی بجائے لاحاصل بحثوں اور غیر ضروری کام میں مگن رہے، چنانچہ زوال ہمارا مقدر ٹھہرا۔ تاریخ بڑی بے رحم ہوتی ہے............(منقول)

قاتل بھیڑ پر لگام

بھیڑ کے ذریعہ کسی کو بھی پیٹ پیٹ کر مار ڈالنے کے بڑھتے ہوئے واقعات کو دیکھتے ہوئے سپریم کورٹ کا یہ تبصرہ بہت ضروری ہو گیا تھا کہ ایسے واقعات کے لیے کوئی بھی دلیل قابل قبول نہیں ہو سکتی ہے۔ سپریم کورٹ نے صاف کہا کہ اسے اس کے پیچھے کے مقصد اور ارادے کے تعلق سے کوئی بھی بات نہیں سننی ہے، ارادہ کیسا بھی ہو، وجہ کوئی بھی ہو؛ بھیڑ کے ذریعہ کسی کی جان لینا ایک گھناؤنا اور بہت ہی سنگین جرم ہے، اور اس کو ہر حال میں روکا جانا چاہیئے۔ حالانکہ دیکھا جائے تو کورٹ نے کوئی نئی بات نہیں کہی ہے، آئین اور قانون میں یہ باتیں صاف طور پر موجود ہیں، لیکن کورٹ کو یہ باتیں دہرانے کی ضرورت اس لیے پڑی کیوں کہ لاء اینڈ آرڈر کی ذمہ داری سنبھال رہی کئی ریاستی حکومتیں اس معاملہ کو سنجیدگی سے نہیں لے رہی ہیں۔

عام طور پر ہر ایسے واقعہ کے بعد اونچے عہدے پر بیٹھے لوگ اس کے لیے ذمہ دار وجوہات کو بیان کرنے لگتے ہیں، اس سے ایسا لگتا ہے کہ وہ ان واقعات کو منطقی اور جائز ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہوں۔ پولیس کے ذریعہ کارروائی کا بھروسہ ضرور دلایا جاتا ہے، لیکن کارروائی میں بہت زیادہ لاپرواہی اور سستی برتی جاتی ہے، کچھ معاملوں میں پولیس نے کارروائی کی بھی ہے، لیکن اس کا کوئی خاص اثر نہیں ہوا۔ ہر واقعہ کے بعد ملزمین کے خلاف کارروائی کے دعووں کے باوجود ماب لنچنگ کے واقعات روز بروز بڑھتے جا رہے ہیں، پچھلے دو مہینوں میں ایسے تیرہ واقعات ہو چکے ہیں، جن میں ستائیس لوگوں کو اپنی جان گنوانی پڑی ہے۔

تعجب کی بات یہ ہے کہ گذشتہ سال ۶؍ستمبر کو عدالت نے مبینہ "گئو رکشکوں" کے فساد کو روکنے کے لیے ریاستی حکومتوں کو ایک ہفتے کے اندر ہر ضلع میں ایک سینئر پولیس آفیسر کو نوڈل آفیسر کے طور پر تعینات کرنے کا حکم دیا تھا، مگر کئی ریاستی حکومتوں نے یہ کام اب تک نہیں کیا ہے۔ اس سلسلہ میں دائر ہوئی درخواستوں پر سپریم کورٹ میں سنوائی چل رہی ہے۔ سبھی پہلوؤں پر عدالت کی نگاہ بنی ہوئی ہے، آگے کیا ہوگا یہ تو بعد میں معلوم ہوگا، لیکن فی الحال کورٹ نے یہ واضح کر دیا ہے کہ ایسے معاملوں میں کوئی بھی لاپرواہی اور سستی برداشت نہیں کی جائے گی۔ اپنے ضمیر کی آواز پر نہ سہی کورٹ کے چابک سے ہی سہی ریاستی حکومتوں کو اس سلسلہ میں زیادہ چست اور درست ہو جانا چاہیئے، ہم یہی امید کرتے ہیں۔ (اداریہ نو بھارت ٹائمز)

سید محمد عادل فریدی

یورپی یونین کا تلافی پیکیج مایوس کن: روحانی

ایران کے صدر حسن روحانی نے جمعرات کو جرمنی کی چانسلر انجیلا مرکل سے کہا کہ امریکہ کے ایران جوہری معاہدے سے ہٹنے کی تلافی کے لئے دیا گیا یورپی یونین (ای یو) کا پیکیج ''مایوس کن'' ہے۔ ایران کی سرکاری خبر رساں ایجنسی تسنیم نے اس کی اطلاع دی۔ مسٹر روحانی نے اپنے بیان میں کہا، ''بدقسمتی سے مجوزہ پیکیج میں تعاون جاری رکھنے کے ایکشن پلان اور اس کے لئے واضح روڈ میپ کا فقدان ہے۔ اس میں یورپی یونین کے پرانے بیانات کی طرح کچھ عام وعدے شامل ہیں''۔ (یواین آئی)

جرمنی میں پناہ گزینوں کی واپسی پر اتفاق

جرمنی کی مخلوط حکومت کی اتحادی پارٹی جرمنی کے سوشل ڈیموکریٹ کا پناہ گزینوں کی واپسی کے بارے میں دیگر جماعتوں سے اتفاق ہوگیا ہے۔ سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کے سربراہ آندریا ناہلیس نے جمعرات کو صحافیوں کو بتایا کہ منتقلی مراکز نہیں بنائے جائیں گے۔ اتحاد میں شامل تمام جماعتیں موجودہ یورپی یونین کے قوانین کے مطابق دیگر یورپی ممالک میں رجسٹرڈ کروانے والے پناہ گزینوں کی واپسی کا عمل کو تیز کرنے پر متفق ہوگئی ہیں لیکن جرمنی کی طرف سے کوئی یک طرفہ کارروائی نہیں کی جائے گی۔ (یواین آئی)

ملیشیا نے ڈاکٹر ذاکر نائک کو ہندوستان بھیجنے کی درخواست ٹھکرادی

ہندوستان کی بی جے پی حکومت اس وقت زبردست دھچکا لگا جب معروف مبلغ و داعی ڈاکٹر ذاکر نائک کو ہندوستان کے حوالے کرنے کی اس کی درخواست ملیشیائی حکومت نے ٹھکرادی۔ ملیشیا کے وزیراعظم مآثر محمد نے جمعہ کو اپنے بیان میں کہا کہ ڈاکٹر ذاکر نائک کو ہندوستان نہیں بھیجا جائے گا۔، انہوں نے کہا کہ جب تک ذاکر نائیک ہمارے لئے کوئی پریشانی کھڑی نہیں کرتے ہیں ہمیں انہیں حوالگی کے ذریعہ نہیں بھیجیں گے، کیوں کہ انہیں یہاں مستقل طور پر سکونت اختیار کرنے کے حقوق فراہم کئے گئے ہیں۔ بی جے پی کا الزام ہے کہ ڈاکٹر نائک اپنی مبینہ نفرت انگیز تقریروں کے ذریعہ نوجوانوں کو دہشت گردانہ سرگرمیوں کی طرف پر مائل کر رہے ہیں، اسی سلسلہ میں وہ مرکزی حکومت کو مطلوب ہیں۔ واضح رہے کہ این آئی اے نے ۱۸/نومبر ۲۰۱۶ء کو ممبئی میں ذاکر نائیک کے خلاف کئی دفعات میں مقدمہ درج کیا تھا اور فرد جرم بھی عائد کردی تھی۔ الزام تھا کہ بنگلہ دیش میں حملہ کو انجام دینے والے حملہ آور ذاکر نائیک کی تعلیمات سے متاثر تھے۔ ذاکر نائیک یکم جولائی ۲۰۱۶ء کو ہندوستان چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ (یواین آئی)

برطانیہ میں جادو کی دھمکی دے کر جسم فروشی پر مجبور کرنے کا انوکھا واقعہ

برطانیہ کی ایک عدالت نے ایک نرس کو چودہ برس قید کی سزا سنادی ہے۔ اس نرس پر کئی خواتین کو جادو کردینے کی دھمکیاں دے کر انہیں جسم فروشی پر مجبور کرنے کا الزام ثابت ہوگیا تھا۔ برمنگھم کی ایک عدالت میں سنایا جانے والا یہ اپنی نوعیت کا پہلا فیصلہ ہے، جس میں بیرونی ممالک کے متاثرین بھی شامل تھے۔ ۵۱ سالہ جوزفین لیامو، جنہیں ''میڈم ساندرا'' بھی کہا جاتا ہے، پر الزام تھا کہ وہ نائجیریا کے دیہی علاقوں سے خواتین کو جسم فروشی کے لیے بھرتی کرتی تھیں۔ ان خواتین کے لیے ''جوجو'' نامی ایک تقریب کا انعقاد بھی کیا گیا تھا، جس کی تمام رسومات افریقہ کے مشہور ''وُوڈُو جادو'' کے ایک ماہر نے ادا کی تھیں۔ متاثرہ خواتین سے یہ حلف بھی لیا گیا تھا کہ وہ جرمنی پہنچنے پر قسط وار اڑتیس ہزار یورو ادا کریں گی اور جسم فروشی کے اڈوں سے بھاگ کر پولس کے پاس بھی نہیں جائیں گی۔ اس عدالتی کارروائی میں متاثرہ خواتین کے بیان جرمنی سے براہ راست ویڈیو لنک کے ذریعے ریکارڈ کیے گئے۔ جرمنی میں جسم فروشی کو قانونی حیثیت حاصل ہے اور اس ملک میں پہنچنے کے بعد ان خواتین کو مختلف قحبہ خانوں کے حوالے کردیا گیا تھا۔ میڈیم ساندرا نے ان خواتین سے ماہانہ پندرہ سو یورو ادا کرنے کا مطالبہ کر رکھا تھا اور ایسا نہ کرنے کی صورت میں انہیں اور ان کے خاندانوں کو جادو کے ذریعے نقصان پہنچانے کی دھمکیاں بھی دے رکھی تھیں۔ (قومی آواز)

ایرانی بادلوں کو اسرائیل چوری کر رہا ہے: ایرانی وزیر

ایران کے شہری دفاع کے سربراہ غلام رضا جلالی نے اسرائیل اور ایک دوسرے ملک پر الزام عائد کیا ہے کہ انہوں نے ایران کے بادلوں کو چُرایا ہے، جس کے نتیجے میں ایران میں ماحولیاتی تبدیلی اور خُشک سالی نے جنم لیا۔ رضا جلالی ایرانی پاسداران انقلاب کے ایک عسکری کمانڈر ہیں۔ اردو نیوز ویب سائٹ العربیہ نے اس رپورٹ کو شائع کیا ہے۔ ایرانی نیوز ایجنسی اِرنا نے پیر کے روز جلالی کے حوالے سے بتایا کہ ''ایران میں دیکھی جانے والی ماحولیاتی تبدیلیاں غیر قدرتی اور بیرونی مداخلت کا نتیجہ ہیں۔ ایرانی سائنسی مراکز اپنے تحقیقی مطالعوں کے ذریعے اس نتیجے تک پہنچے ہیں کہ اسرائیل اور ایک دوسرے ملک کی مشترکہ ٹیم ایران میں داخل ہونے والے بادلوں کو غیر برساتی بنانے پر کام کر رہی ہے۔ لہذا ہمیں بادلوں اور برف کی چوری کا سامنا ہے۔ بحیرہ روم تک افغانستان کے بالائی علاقوں کا جائزہ لینے والے تحقیقی مطالعوں کے مطابق ۲۲۰۰ میٹر تک بلند تمام پہاڑیوں پر برف موجود ہے مگر ہماری پہاڑیاں خشک ہیں''۔ ایرانی عہدے دار کا یہ بیان ملک کے جنوب مغرب بالخصوص دو شہروں المحمرہ اور عبادان میں پانی کی آلودگی اور قلت کے سبب پھوٹ پڑنے والے عوامی احتجاج کے بعد سامنے آیا ہے۔ مظاہرین نے حکام پر بدانتظامی کا الزام عائد کرتے ہوئے کہا ہے کہ اُن کے علاقے کا پانی دیگر علاقوں میں منتقل کیا جارہا ہے۔ یاد رہے کہ یہ پہلا موقع نہیں ہے کہ ایران میں پانی کی قلت پر احتجاج دیکھنے میں آیا ہو۔ کئی ماہ قبل اصفہان شہر میں کاشت کار اپنے صوبے میں پانی کی عدم دستیابی کے خلاف احتجاج کے لیے نکل آئے تھے۔ (قومی آواز)

جے این یو میں اسلامک دہشت گردی کورس شروع نہیں ہوگا: انتظامیہ

جواہر لال نہرو یونیورسٹی (جے این یو) کے رجسٹرار ڈاکٹر پرمود کمار نے مولانا محمود مدنی جنرل سکریٹری جمعیۃ علماء ہند کے نام اپنے جوابی خط میں واضح کیا ہے کہ یونیورسٹی کی اکیڈمک کونسل اسلامی دہشت گردی کے عنوان سے کسی بھی طرح کا کورس شروع کرنے کا منصوبہ نہیں رکھتی۔ جمعیۃ علماء ہند کی طرف سے جاری ایک بیان کے مطابق جے این یو کے رجسٹرار نے اس بات کو بھی یکسر خارج کردیا کہ کونسل کے پاس کبھی اس طرح کا کوئی پلان تھا۔ واضح ہو کہ مختلف ذرائع ابلاغ اور یونیورسٹی کے اہم ذمہ داروں کی طرف سے اس طرح کی خبر آنے کے بعد مولانا محمود مدنی نے وزارت انسانی وسائل حکومت ہند، جے این یو کے وائس چانسلر پروفیسر ایم جے کمار اور چانسلر وجے کمار سراسوت کو خط لکھ کر اس کی شدید مخالفت کی تھی۔ مولانا محمود مدنی نے اپنے خط میں دہشت گردی کو اسلام سے جوڑ کر دکھانے کو ایک گھناؤنی سازش اور مذہب اسلام کی توہین قرار دیا تھا۔ مولانا مدنی نے اپنے خط میں جے این یو انتظامیہ کو متنبہ کیا تھا کہ اگر اس نے اپنا فیصلہ واپس نہیں لیا تو جمعیۃ علماء ہند عدالتی چارہ جوئی پر مجبور ہوگی۔ اس سلسلے میں جمعیۃ علماء ہند نے جے این یو انتظامیہ سے جلد از جلد جواب طلب کیا تھا۔ جس کے بعد جے این ایو کے رجسٹرار نے مولانا مدنی کو ایک مکتوب لکھ کر اپنی جانب سے صفائی پیش کی ہے۔ (نیوز ۱۸/ڈاٹ کام)

سوئس بینک میں رقم جمع کرنے والوں کے بارے میں حکومت کو اہم معلومات ملی

انکم ٹیکس ریٹرن کے ذریعہ حکومت کو ان لوگوں کے تعلق سے اہم معلومات موصول ہوئی ہیں جو ٹیکس کی چوری کرتے ہیں اور سوئس بینکوں میں رقم جمع کرتے ہیں۔ نیوس چینل سی این بی سی آواز نے ذرائع کے حوالہ سے خبر دی ہے کہ محکمہ انکم ٹیک کی جانچ میں یہ انکشاف ہوا ہے کہ سوئس بینک میں جمع ہر رقم کالا دھن نہیں ہے۔ ایسا اس لئے کیوں کہ انکم ٹیکس ریٹرن بھرنے والے متعدد ٹیکس دہندگان نے خود اس امر کا اقرار کیا ہے۔ انکم ٹیکس ریٹرن کی شق ''ایف اے'' میں سوئس بینک میں جمع رقوم کی تفصیلات دی گئی ہیں۔ ذرائع کے مطابق مالی سال 2016-17 میں سوئس بینک میں کل 5200 کروڑ روپے جمع ہوئے ہیں۔ جبکہ 2017-18 میں 7000 کروڑ روپئے سوئیس بینک میں جمع ہوئے۔ تقریباً 700 لوگوں نے از خود سوئس بین میں جمع رقوم کا انکشاف کیا ہے۔ اقرار کرنے والوں میں سب سے زیادہ نجی ٹیکس دہندگان ہیں۔ علاوہ ازیں بینک اور کئی کمپنیاں بھی اس طرح کا اقرار کرنے والوں میں شامل ہیں۔ چونکہ یہ رقم انکم ٹیکس ریٹرن میں درج ہے اس لئے یہ کالا دھن نہیں ہے۔ حکومت کو امید ہے کہ آنے والے دنوں میں آئی ٹی آر (انکم ٹیکس ریٹرن) سے مزید انکشافات ہوں گے۔ محکمہ انکم ٹیکس کے مطابق آزادانہ نکاسی منصوبہ کے تحت یہ پیسے باہر بھیجے گئے۔ اسکیم کے مطابق ایک شخص 2.5 لاکھ ڈالر ہر سال باہر بھیج سکتا ہے۔ (قومی آواز)

ٹرمپ نے شروع کی اب تک کی سب سے بڑی کاروباری جنگ

امریکی صدر ڈانالنڈ ٹرمپ نے اس صدی کی سب سے بڑی کاروباری جنگ شروع کردی ہے، ٹرمپ نے چین کے پروڈکٹس پر ۳۴/ارب ڈالر (۲ء۳ لاکھ کروڑ روپئے) کا ٹیرف لگانے کی تصدیق کردی ہے۔ جمعہ سے یہ ٹیرف نافذ ہورہا ہے۔ ولوم برگ کی رپورٹ کے مطابق ٹرمپ نے کہا ہے کہ آنے والے دو ہفتوں میں ۱۶/ارب ڈالر کا مزید ٹیرف لگایا جائے گا، انہوں نے کہا کہ پہلے لگائے گئے ٹیرف اور اب جو ٹیرف لگائے جائیں گے وہ سب ملا کر ۵۵۰/ارب ڈالر تک پہونچ جائیں گے۔ یہ رقم چین کے امریکہ کو کیے جانے والے کل سالانہ ایکسپورٹ سے بھی زائد ہوگی۔ دوسری طرف چین نے امریکی پروڈکٹس پر بھاری ٹیرف لگایا ہے، چین کا کہنا ہے کہ امریکہ نے اقتصادی تاریخ کی سب سے بڑی کاروباری جنگ کا آغاز کردیا ہے۔ کامرس منسٹری کی جانب سے جاری بیان میں کہا گیا ہے کہ ملکی مفاد کے تحفظ کے لیے چین جواب دینے پر مجبور ہے۔ واضح ہو کہ ٹرمپ انتظامیہ کی جانب سے لگائے گئے ۲۵/فیصد ٹیرف چین کے انڈسٹریل مشنری میڈیکل ڈیوائسز اور آٹو پارٹس کو نشانہ بنارہے ہیں۔ دوسری جانب ٹرمپ نے اپنے بیان میں کہا کہ ہم تو ''پگی بینک'' کی طرح ہوگئے ہیں، ہر کوئی ہمیں لوٹ رہا ہے، بھارت جیسے ملک میں کئی چیزوں پر سو فیصد ٹیرف لگا ہوا ہے اور ہم کوئی ٹیرف نہیں لے رہے ہیں، اب ہم ایسا نہیں کرسکتے اور اس کے علاوہ کئی ملکوں کے بارے میں بات کررہے ہیں۔ (نو بھارت ٹائمز)

بینک آف چائنا کو ہندوستان میں اپنا برانچ کھولنے کے لیے آر بی آئی سے منظوری

ریزرو بینک آف انڈیا نے بینک آف چائنا کو ہندستان میں اپنا پہلا برانچ کھولنے کی منظوری دے دی ہے، میڈیا رپورٹس کے مطابق بینک آف چائنا کو اس کے لیے ضروری اجازت کے دستاویز جاری کردیے گئے ہیں، گذشتہ دنوں وزیراعظم نریندر مودی اور چینی صدر شی چن فنگ کے درمیان ووہان اور چنگداو میں ہوئی ملاقاتوں کے دوران ہند اور چین کے درمیان اقتصادی تعاون باہمی کو مضبوط کرنے پر اتفاق ہوا تھا، تعاون باہمی کی ان تجویزوں میں بینک سیکٹر کا فروغ بھی شامل تھا۔ واضح ہو کہ بینک آف چائنا نے جولائی ۲۰۱۶ء میں ہی منظوری کے لیے درخواست دی تھی، لیکن ڈوکلام تنازع کے سبب یہ معاملہ رک گیا تھا۔ جبکہ چین کا انڈسٹریل اینڈ کمرشیل بینک آف چائنا ۲۰۱۱ء سے ہی ہندوستان میں موجود اور سرگرم ہے۔ دوسری طرف ہندوستان کے سات بینکوں کو ۲۰۰۶ء میں ہی چین میں اپنا برانچ کھولنے کی منظوری مل چکی ہے۔ اسٹیٹ بینک آف انڈیا کے برانچ شنگھائی اور تیانزن میں موجود ہیں جبکہ بینک آف بڑودا، کینرا بینک آئی سی آئی سی آئی اور ایکسس بینک کا بھی برانچ چین میں موجود ہے۔ بینک آف چائنا کے ہندوستان میں قدم رکھنے سے ہندوستان اور چین کے درمیان بینکنگ کوآپریشن میں تیزی آئے گی، اس سے ہندوستان میں بیرون ملک کے بینکوں کی تعداد بڑھ کر پینتالیس ہوجائے گی۔ (جوش جاگرن)

امارت شرعیہ اسلام کے اجتماعی نظام کی عملی شکل ہے

رپورٹ: رضوان احمد ندوی

یوم تاسیس امارت شرعیہ کی مناسبت سے اجلاس عام میں علماء و دانشوروں کا خطاب

’’امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ نے ملت کی اجتماعی شیرازہ بندی کے لیے ہر جہت سے کام کیا، جس کے خوشگوار اثرات صوبہ و بیرون صوبہ بھی پڑ رہے ہیں، مسلک ومشرب کے فاصلے کم ہوتے جارہے ہیں، اور مختلف مسالک کے لوگ ایک اسٹیج پر جمع ہونے اور ملی اتحاد کو باقی رکھنے کی کوشش کررہے ہیں، اس لیے ہمیں حالات سے مایوس نہیں ہونا چاہیے، حق اور صداقت کی آواز کو بلند کرتے رہنا چاہئے۔‘‘ ان خیالات کا اظہار ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی صاحب نے یوم تاسیس امارت شرعیہ کے موقع پر المعہد العالی لتدریب الافتاء والقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف کے پرشکوہ کانفرنس ہال میں شہر کے ممتاز علماء ودانشوروں کے ایک منتخب مجمع میں کیا۔ انہوں نے کہا کہ سنہ ہجری کے ماہ وسال کے لحاظ سے آج امارت شرعیہ کے قیام کو سو سال کا عرصہ گذر گیا، اس طویل عرصہ میں امارت شرعیہ نے ملی، سماجی اور تعلیمی میدان میں بہت سارے کارہائے نمایاں انجام دیے ہیں، جن کی ایک روشن تاریخ ہے، امارت شرعیہ نے ابتداء میں بہت ہی بے سروسامانی کے ساتھ کام شروع کیا لیکن اس کے بزرگوں اور خدمت گاروں کے اندر اخلاص وللہیت کا جو جذبہ تھا اس کے اثر سے اللہ نے اس ادارے کو بڑی مقبولیت اور محبوبیت عطا کی، انہوں نے فرمایا کہ ۱۹۵۷ء میں امیر شریعت رابع حضرت مولانا سید منت اللہ رحمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جب امارت شرعیہ کی قیادت کی ذمہ داری سنبھالی تو انہوں نے نئی نسل کی ایک ٹیم تیار کی اور ان کی صلاحیتوں سے ادارے کو قوت پہونچائی، نوجوان نسل ملک وملت کے مستقبل کے لیے قیمتی سرمایہ ہوا کرتی ہے، اور ان سے ملت کا بڑا کام لیا جاسکتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جتنے بھی انبیاء کرام کو بھیجا، سبھوں کو چالیس سال سے پہلے ہی نبوت سے سرفراز فرمایا، یہ ایک مثال ہے کہ اگر نوجوانوں کی صلاحیتوں کو ابھارا جائے اور انہیں میدان کار کے لیے تیار کیا جائے تو آنے والے دنوں میں ان سے بڑا کام لیا جاسکتا ہے، ناظم صاحب نے فرمایا کہ امارت شرعیہ نے دینی وعصری تعلیم کے میدان میں امت کو بیدار کرنے اور تعلیمی میدان میں آگے بڑھنے پر کافی زور دیا ہے، امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہم کی قیادت میں امارت شرعیہ نے گریڈیہہ اور رانچی میں سی بی ایس ای طرز پر عصری درسگاہ قائم کرکے ملت کے لیے ایک نمونہ پیش کیا ہے، آپ حضرات بھی تعلیم کو فروغ دینے کے لیے آگے بڑھیں، ناظم صاحب نے کہا کہ یوپی کی حکومت کے ایک وزیر نے مدارس کے طلبہ کو بھی شرٹ اور پینٹ پہنانے کا شوشہ چھوڑا ہے، یہ سب الیکشن کا ایجنڈا ہے، اور ہم مسلمانوں کو اس سے ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔

جمیعۃ علماء بہار کے ناظم الحاج حسن احمد قادری صاحب نے کہا کہ امارت شرعیہ کو تاریخ کے ہر دور میں رجال کار ملتے رہے ہیں، جس کی وجہ سے یہ ادارہ مختلف میدانوں میں ترقی کرتا جارہا ہے، اس پر ہم سب کو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے۔ جناب امتیاز احمد کریمی ڈائرکٹر راجیہ بھاشا اردو ڈائرکٹوریٹ حکومت بہار نے کہا کہ امارت شرعیہ ملت کا ایک عظیم سرمایہ ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم سب اس کی عظمت و وقار کو محسوس کریں اور اس کو ہر جہت سے قوت پہونچاتے رہیں، امارت شرعیہ نے ملی مسائل کے حل کے ساتھ تعلیمی میدان میں بڑا کارنامہ انجام دیا، مگر ضرورت اس بات کی ہے کہ اس ادارے کے ذریعہ سائنس اور تکنیک کی تعلیم کو مزید فروغ دیا جائے۔ جناب امانت حسین سکریٹری مجلس العلماء پٹنہ سٹی و جنرل سکریٹری شیعہ رویت ہلال کمیٹی نے کہا کہ کسی مسلمان ادارے کا سو سال پورا کرلینا خود ایک بڑی کامیابی ہے، امارت شرعیہ کوئی عام ادارہ نہیں بلکہ ایک تحریک کا نام ہے، عام طور پر مصیبت کے وقت لوگ اپنوں کو بھول جاتے ہیں، مگر امارت شرعیہ انسانیت کی بنیاد پر سب سے آگے نظر آتی ہے، اس ادارے نے تعلیم کے میدان میں بہت سے اہل نظر پیدا کیے، جس کے ذریعہ ہمیں ایک مضبوط قیادت ملتی رہی، اب ضرورت یہ ہے کہ ملک کے موجودہ حالات میں متحد ہوکر ہم اس قیادت کو مضبوط کریں۔ معروف اور بزرگ صحافی، مصنف اور سماجی شخصیت جناب خورشید انور عارفی صاحب نے کہا عرصہ پچاس سال سے امارت شرعیہ سے قربت ہے، میں نے امارت شرعیہ کے قدیم دفتر کو قریب سے دیکھا کہ جب یہاں کے اکابر چٹائی پر بیٹھ کر ملی مسائل کو حل کرتے تھے، آج یہ ادارہ اپنے بزرگوں کے اخلاص اور موجودہ ذمہ داران کی جہد مسلسل کی بنیاد پر ترقی کی شاہ راہ پر گامزن ہے، اللہ اس کو مزید ترقیات سے نوازے۔ مولانا خورشید عالم مدنی سلفی امیر امارت اہل حدیث بہار نے کہا کہ امارت شرعیہ ہماری ملی عظمت کی نشانی ہے، اور اس کی روشن تاریخ رہی ہے، موجودہ حالات میں اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ ہم سب ملی مسائل کے حل کے لیے اتحاد ویکجہتی کو فروغ دیں، کیوں کہ تاریخ شاہد ہے کہ جب یہ قوم متحد رہی، ترقی اور خوشحالی سے ہم کنار ہوئی اور جب اختلاف اور انتشار کی شکار ہوئی بے وزن ہوگئی، ماضی کی یہ تاریخ بتاتی ہے کہ باہمی اختلاف نے بڑھتے ہوئے اسلام کے قافلے کو روک دیا، حتی کہ خلافت کا عہد زریں ختم ہوگیا، عالم اسلام کئی ٹکڑوں میں منقسم ہوگیا، ضرورت اس بات کی ہے کہ امارت شرعیہ بین المسالک اتحاد کو فروغ دینے کے لیے مزید قوت کے ساتھ تحریک چلائے۔ مولانا ڈاکٹر عتیق الرحمٰن صاحب نے کہا کہ انگریزوں کے عہد میں جب ہندوستان میں مسلمانوں کے حالات نازک ہوگئے تو اس وقت یہاں کے بزرگوں اور مصلحین نے اصلاح حال کے لیے مختلف جہتوں سے کوشش شروع کی، مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے دینی تعلیم کی راہ سے اصلاح کا کام شروع کیا، جب کہ سرسید احمد خان نے امت کو جدید تعلیم سے روشناس کرانے کی جدوجہد شروع کی، خدابخش خان نے کتابوں کے تحفظ کے لیے لائبریری کے قیام پر زور دیا، لیکن ان تمام کوششوں میں حضرت مولانا سجاد صاحب کی کوشش نمایاں رہی کہ انہوں نے مسلمانوں کے اندر اسلامی شناخت کو برقرار رکھنے کے لیے قیام امارت کی تحریک شروع کی اور اس میں پورے طور پر الحمد للہ کامیاب رہے، حالیہ دنوں میں دین بچاؤ دیش بچاؤ کانفرنس میں مسلمانوں نے جس اتحاد کا مظاہرہ کیا، اس سے امارت شرعیہ کی طاقت پورے طور پر ابھر کر سامنے آئی اور یہ ثابت ہوا کہ ہم سب ایک ہیں اور ہم سب مل کر امارت کو مضبوط کریں گے۔ جناب فضل رب صاحب سکریٹری آئی او ایس پٹنہ نے کہا کہ امارت شرعیہ برصغیر میں ایک مخصوص شناخت رکھتی ہے، جب کسی جمہوری ادارے میں یوم تاسیس منایا جاتا ہے تو اس کے دو پہلو سامنے رہتے ہیں ایک اس کی کارکردگی اور دوسرا پہلو اس کے مقاصد اور منصوبہ بندی کی ترجیحات، اس لیے میرا مشورہ ہے کہ یہاں ایک ایسا تحقیقی شعبہ ہونا چاہئے، جہاں منصوبہ بندی کے ساتھ ترجیحات طے ہونے چاہئیں۔ مولانا سہیل احمد ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ نے کہا کہ مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ایمانی فراست سے مستقبل کے حالات کو پڑھ لیا تھا اور امارت شرعیہ کے قیام کی کوشش شروع کردی تھی، مولانا سید سلیمان ندویؒ نے کہا تھا کہ مولانا سجاد صاحب قیام امارت کی وجہ سے اپنے تمام معاصرین پر سبقت لے گئے۔ مفتی سہیل احمد قاسمی مفتی امارت شرعیہ نے کہا کہ امارت شرعیہ ملت کے ہر فرد کا ادارہ ہے، مولانا سجاد رحمۃ اللہ نے جس بنیاد پر امارت شرعیہ کو قائم کیا آج اس کی ضرورت پورے ملک میں محسوس کی جارہی ہے۔ مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی صاحب نے اس اجلاس کی نظامت کے دوران اجلاس کے مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ آج کا یہ جلسہ کوئی روایتی جلسہ نہیں ہے، بلکہ یوم تاسیس گویا یوم شکر بھی ہے، یوم احتساب بھی ہے اور یوم عہد بھی ہے، اس لیے ہم کو یوم تاسیس کے اجلاس میں ان تینوں پہلوؤں پر غور کرنا چاہئے۔ مولانا محمد سہراب ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ نے کہا کہ تنظیم، دعوت وتبلیغ، تعلیم کے فروغ اور قضاء وافتاء کے میدان میں امارت شرعیہ کی ایک روشن تاریخ رہی ہے، امارت شرعیہ ایک شجر طوبیٰ ہے، جس کی جڑیں زمین میں مضبوطی کے ساتھ پیوست ہیں اور جس کی شاخیں پورے ملک میں پھیلی ہیں، جس سے خلق خدا سو سالوں سے فائدہ اٹھاتی آرہی ہے۔ یہ کوئی نظریاتی تنظیم نہیں ہے کہ بلکہ نفاذ شریعت کی عملی شکل ہے، امارت شرعیہ خلافت کا آئینہ ہے، امارت مضبوط ہوگی تو ہم سب مضبوط ہوں گے، پوری ملت مضبوط ہوگی۔ مولانا محمد شبلی القاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ نے کہا کہ عربی ماہ وسال کے اعتبار سے امارت شرعیہ کے قیام کو سو سال پورے ہوگئے ہیں، اس عرصے میں اس ادارے نے مختلف میدانوں میں ترقی کی یہ سب کچھ بانی امارت شرعیہ کے اخلاص وللہیت کا نتیجہ ہے، انہوں نے ملت کی شیرازہ بندی کے لیے گھر بار کو چھوڑا، حتی کے اولاد کی محبت کو قربان کیا اور شریعت اسلامی کے تحفظ و بقا کے لیے تادم آخر مسلسل جدوجہد میں لگے رہے، اس وقت ہمارے مخدوم ومحترم حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہم کی مخلص ومضبوط قیادت میں امارت شرعیہ کا یہ کارواں ترقی کی منزلیں طے کررہا ہے۔ حضرت والا نے جن نازک حالات میں امارت شرعیہ کی قیادت کی ذمہ داری سنبھالی، اس وقت ملت بہت سے ناگفتہ بہ حالات سے گذر رہی تھی حضرت والا نے ملت کی صحیح رہنمائی کی اور انہیں عزم وہمت کے ساتھ زندگی گذارنے کا حوصلہ بخشا۔ امارت شرعیہ ہم سبھوں کا ادارہ ہے اور ملت کا ہر فرد امارت شرعیہ کا نمائندہ ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم سب امیر شریعت کے پیغام کو گاؤں گاؤں اور گھر گھر پہونچائیں اور ملت کو باوقار انداز میں زندگی گذارنے کی راہ دکھائیں۔ مولانا ڈاکٹر شکیل احمد قاسمی صاحب لکچرر اورینٹل کالج پٹنہ نے کہا کہ خلافت کے خاتمہ کے بعد ہمارے بزرگوں نے یہ محسوس کیا کہ ملت کی اجتماعی شیرازہ بندی کا یہی وقت ہے، چنانچہ مفکر اسلام حضرت مولانا محمد سجاد رحمۃ اللہ علیہ نے امارت شرعیہ کے قیام کی جدوجہد شروع کی اور آج یہ ادارہ اپنے بزرگوں کے بنائے ہوئے نقوش وخطوط پر غیر معمولی وسعت کی طرف بڑھ رہا ہے، صالح جدید اور نافع قدیم کا یہ حسین سنگم ہے۔ مولانا محمد عالم قاسمی صاحب کنوینر تنظیم ائمہ مساجد بہار نے کہا کہ امارت شرعیہ مسلمانوں کے لیے ایک خاص عطیہ ہے، جس کی ہم سب کو قدر کرنی چاہئے، امارت شرعیہ مضبوط ہوگی تو ملت بھی مضبوط ہوگی، اس لیے اطاعت امیر کے جذبے کے ساتھ زندگی گذاریں اور امارت شرعیہ کی ہر آواز پر لبیک کہیں۔ مولانا عبدالصمد امام جامع مسجد علی نگر نے کہا کہ امارت شرعیہ ملت کا ایک متحدہ ادارہ ہے، ہم سب کو مل کر امیر شریعت کے ہاتھوں کو مضبوط کرنا چاہئے، یہ وقت کا اہم تقاضہ ہے۔ جناب قاری محمد شعیب صاحب مدرسہ عظمتیہ نوادہ نے کہا کہ امارت شرعیہ بزرگوں کی ایک امانت ہے جو اس وقت مضبوط قیادت میں آگے بڑھ رہی ہے، موجودہ امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ کی قیادت اور ان کی شخصیت تمام مسلمانوں کے لیے ایک عظیم نعمت ہے، ان کی ہر آواز پر ہم سب لبیک کہیں اور ان کے پیغام کو خصوصیت کے ساتھ آگے بڑھائیں۔ جناب صابر حسین صاحب ڈائرکٹر ہولی ویژن اسکول سمن پورہ، پٹنہ نے کہا کہ امارت شرعیہ کی تمام خدمات قابل قدر ہیں، میری درخواست ہے کہ پٹنہ میں جو ملی ادارے کام کررہے ہیں، امارت شرعیہ کے اکابر کی نظران کی کارکردگی پر بھی رہے تو بہتر ہے، اس سے انہیں حوصلہ ملے گا اور صحیح رہنمائی بھی ملے گی۔

یوم تاسیس امارت شرعیہ کا یہ اجلاس ۴؍جولائی ۲۰۱۸ء کو المعہد العالی لتدریب القضاء والافتاء قاضی نگر پھلواری شریف کے پرشکوہ ہال میں قاری انور حسین صاحب کی تلاوت کلام پاک سے شروع ہوا، جناب مولانا مفتی وقاری مجیب الرحمٰن قاسمی بھاگل پوری معاون قاضی امارت شرعیہ نے بارگاہ رسالت میں گلہائے عقیدت پیش کیے، جس میں انہوں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نعتیہ کلام ’’لہو میں تر نبی کا جسم اطہر یاد آتا ہے☆تڑپ جاتا ہوں میں جب طائف کا منظر یاد آتا ہے‘‘ پیش کیا۔ جناب مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ نے نظامت کے فرائض بحسن وخوبی انجام دیے۔ اس اجلاس میں شرکت کرنے والوں میں ڈاکٹر ریحان غنی مدیر روزنامہ پندار، جناب جاوید اختر صاحب روزنامہ انقلاب، جناب انوار الہدیٰ صاحب، جناب جاوید اقبال ایڈووکیٹ، بزرگ صحافی جناب ریاض عظیم آبادی، جناب الحاج سلام الحق بہار شریف، جناب ایس ایم شرف صغریٰ وف اسٹیٹ بہار شریف، جناب مولانا عبدالباسط صاحب ندوی سکریٹری المعہد العالی، جناب ڈاکٹر سید نثار احمد میڈیکل سپرنٹنڈنٹ مولانا سجاد میموریل اسپتال، جناب نجم الحسن نجمی ڈائرکٹر نجم فاؤنڈیشن، مولانا رضوان احمد صاحب جامع مسجد سرائے داناپور، مولانا فاروق صاحب پاٹلی پترا کالونی، مولانا گوہر امام قاسمی امام شاہی سنگی مسجد، مولانا سجاد ندوی، مولانا خالد سیف اللہ امام کالونی، جناب انجینئر احسان الحق صاحب، جناب عزیز الحسن صاحب، جناب مرزا حسین بیگ صاحب انچارج بیت المال امارت شرعیہ (بقیہ صفحہ ۱۰ر پر)

موسم برسات کی احتیاطیں اور تندرستی

سعدیہ اویس

موسم برسات کی آمد اور باران رحمت کے نزول سے مرجھائے ہوئے پودوں میں جان آجاتی ہے اور درختوں کے پتوں سے مٹی دھل کر ان کا قدرتی حسن نکھر جاتا ہے۔ بے آباد نظر آنے والے کھیتوں میں سبزہ اگنا شروع ہو جاتا ہے۔ پرندے خوشی سے چہچہاتے ہیں۔ گرمی کے مارے ہوئے انسانوں کی جان میں جان آجاتی ہے۔ الغرض یہ موسم گرمی سے تڑپتے ہوئے انسانوں اور حیوانوں کیلئے خوشی کا پیغام لاتا ہے چونکہ ہوا میں آبی بخارات کا تناسب بڑھ جاتا ہے لہٰذا اس موسم میں قیام وطعام کے سلسلے میں چنداں احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں چند ضروری ہدایات درج ذیل ہیں۔

☆ موسم برسات میں بارشوں کی کثرت کے باعث جگہ جگہ پانی جمع ہو جاتا ہے اور اس جمع پانی پر مچھر پرورش پاتے ہیں اور ملیریا کی افزائش کا باعث بنتے ہیں۔ نیز رات کے وقت یہی مچھر آرام کی نیند میں حائل ہوتے ہیں۔ مچھر کے خاتمہ کیلئے ضروری ہے کہ کھڑے پانی کے نکاس کا انتظام کیا جائے اور کھڑے پانی پر مٹی کا تیل چھڑک دیا جائے اس کی ایک باریک تہہ سے مچھر کے سپورز کو ہوا نہیں ملتی اور وہ مرجاتے ہیں اور ان کی افزائش کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے ۔اسی طرح کونین یا حب کرنجوہ کو ہفتہ میں دو دفعہ استعمال کرنے سے بھی انسان ملیریا سے محفوظ رہتا ہے۔

موسم برسات میں اکثر ہیضہ بھی وبائی صورت اختیار کر لیتا ہے اس کی اصل وجہ ہوا میں رطوبت کی زیادتی ہوتی ہے جس سے جراثیم کو پنپنے کا موقع ملتا ہے اور نظام انہضام بھی زیادتی رطوبت سے کمزور ہو چکا ہوتا ہے لہٰذا ہیضہ کے جراثیم پینے کے پانی کے ذریعے شامل ہو کر مرض پیدا کرنے کا باعث بنتے ہیں۔ اس لیے ضروری ہوتا ہے کہ ان دنوں پینے کے پانی اور دودھ وغیرہ کو اچھی طرح ابال کر استعمال کیا جائے تاکہ ان میں موجود جراثیم تلف ہو جائیں۔

خاص طور پر موسم برسات میں ابلا ہوا پانی ٹھنڈا کر کے استعمال کرنا ہی فائدہ مند ہے۔

موسم برسات میں اکثر افراد کو کثرت سے پھوڑے پھنسیاں نکلتی ہیں ان کے ازالہ کیلئے روزانہ دن میں دو تین دفعہ پابندی سے اچھے صابن' نیم سوپ' کاربالک سوپ یا ڈیٹول کے ساتھ غسل کرنا چاہیے نیز موسم برسات میں کثرت سے نیم پر لگنے والا پھل نمولی کو کھاتے رہنا چاہیے اس سے پھوڑے پھنسیوں سے نجات مل جاتی ہے۔

اس موسم میں نمی کی زیادتی سے تیار شدہ غذاؤں کا تعفن پیدا ہونا اور انہیں پھپھوندی لگنا عام مسئلہ ہے اور متعفن غذا کا استعمال نقصان کا باعث ہوتا ہے۔ ایسی غذا معدہ میں پہنچنے کے بعد نظام انہضام کو شدید متاثر کر کے قے اور اسہال کی تکلیف کا باعث بنتی ہے اس لیے موسم برسات میں غذائی اعتبار سے خصوصی احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے خصوصاً دہی بھلے' آلو' رائتہ اور آلو کا سالن دوسرے وقت کیلئے نہیں رکھنا چاہیے کیونکہ یہ اشیاء بہت جلد متعفن ہو جاتی ہیں۔ پیاز غذا میں بہت زیادہ مفید ہے اور موسم برسات میں لاحق ہونے والے اکثر عوارضات میں بہت نافع ہے۔

برسات کا موسم جراثیم اور بیکٹیریا کی نشونما کے لیے بہت ہی بہترین ثابت ہوتا ہے۔ پانی میں پیدا ہونے والے یہ بیکٹیریا بہت سی بیماریوں کا باعث بنتے ہیں اور یہ بیماریاں بہت سارے لوگوں کو متاثر کرتی ہیں۔ ان بیماریوں میں نزلہ، زکام، ملیریا اور معدے کی بیماریاں شامل ہیں۔

برسات میں ہونے والی عام بیماریاں نزلہ، کھانسی اور بخار: وائرل بخار اور عام نزلہ خطرناک بیماری نہیں لیکن برسات کے موسم کی سب سے عام اور پریشان کرنے والی بیماری ہے۔ بارش میں زیادہ بھیگنے اور بار بار بھیگنے کی وجہ سے یہ انفیکشن ہو جاتا ہے۔

ڈائریا: یہ بیماری وائرل یا بیکٹیریل دونوں طرح کے انفیکشن کی وجہ سے ہو سکتی ہے۔ عام طور پر اس کے جراثیم منہ کے ذریعے آنتوں تک پہنچ جاتے ہیں جسکی وجہ سے مضر صحت کھانا ہوتا ہے۔ زیادہ للوڈ استعمال کر کے اس پر قابو پایا جا سکتا ہے لیکن بہت زیادہ الٹیوں کی صورت میں اسپتال میں ایڈمیشن ضروری ہے تاکہ ڈرپ کے ذریعے علاج کیا جائے ورنہ بلڈ پریشر حد سے زیادہ گرنے کا خطرہ ہوتا ہے۔

ملیریا: پانی میں پرورش پانے والے مچھر ملیریا کا باعث بنتے ہیں۔ ملیریا کے مرض میں بخار، سردی اور فلو کی طرح کیفیت ہو جاتی ہے۔ فوری علاج نہ کرنے کی صورت میں بیماری شدت اختیار کر لیتی ہے۔

ٹائیفائڈ: ٹائیفائڈ بیکٹیریل انفیکشن کی وجہ سے ہوتا ہے۔ یہ بھی مضر صحت کھانے اور آلودہ پانی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اس لیے برسات کے موسم میں خاص طور پر باہر کی چیزوں کھلی ہوئی چیزیں کھانے سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

فنگل انفیکشن: گیلے موسم کی وجہ سے یہ انفیکشن اکثر ان لوگوں میں ہو جاتا ہے جو عام طور پر زیادہ وقت کے لیے گیلے کپڑے یا جوتے پہنے رہتے ہیں۔ زیادہ دیر پانی میں رہنے کی وجہ سے بھی یہ انفیکشن ہو جاتا ہے۔

احتیاط: ۔بارش کے موسم میں اکثر صاف پانی کے ساتھ گندہ پانی مل جاتا ہے اور پینے کے پانی کو بھی آلودہ کر دیتا ہے۔ ایسے میں پانی کو ابال کر اور صاف کر کے پیئیں یا برسات کے موسم میں منرل واٹر کا استعمال کریں۔

- گھر کے قریب، گملوں یا دوسرے برتنوں میں پانی جمع نہ رہنے دیں تاکہ مچھروں کی افزائش نہ ہونے پائے۔ مچھر مکھی کو ختم کرنے کے لیے دوا کا استعمال کریں۔ نیم کے خشک پتے کافور اور لونگ کی دھونی دینے سے بھی مکھیاں بھاگ جاتی ہیں۔
- سلاد اور پتے والی سبزیوں کو اچھی طرح صاف پانی سے دھو کر استعمال کریں۔ ہری سبزیوں کو دس منٹ کے لیے نمک کے پانی میں بھگو کر رکھنے سے بھی جراثیم ختم ہو جاتے ہیں۔ باہر کی چاٹ، سلاد یا کٹے ہوئے پھل ہرگز نہ کھا سکیں۔
- گرم اور نمی والے موسم میں کھلے جوتے نہ پہنیں تاکہ فنگل انفیکشن سے محفوظ رہیں۔
- گیلے کپڑے نہ پہنیں رہیں تاکہ جلد اور ناخنوں کو فنگل انفیکشن سے محفوظ رکھ سکیں۔
- شوگر کے مریض ننگے پیر نہ چلیں کیونکہ مٹی میں بہت سارے جراثیم موجود ہوتے ہیں۔
- کھانے پینے کی چیزوں کو ہاتھ لگانے سے پہلے اور ٹوائلٹ استعمال کرنے کے بعد ہاتھوں کو اچھی طرح دھوئیں۔

بقیات

بقیہ مولوی قمر الدین............اس سے ان کی شخصیت کی تفصیلات کھل کر سامنے آئی ہے، یہ جملے پہلے بھی نقیب میں چھپ چکے ہیں، لیکن مکرر پڑھ لینے میں بھی حرج نہیں، کیوں کہ گاہے گاہے قصہ پارینہ کے پڑھنے کی روایت پرانی ہے، اور تعزیتی بیانات کو محفوظ کر لینے کا ایک طریقہ بھی، شرکاء نے جو کہا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ "مرحوم سنجیدہ، خوش خلق، شریف النفس، شیریں لب ولہجہ کے مالک، مخلص اور ملنسار تھے، جو بھی ذمہ داری ان کو دی جاتی اس کو احساس ذمہ داری، امانت اور دیانت داری سے ادا کرتے، خواہ وہ بیت المال کے لئے مالی فراہمی کا مسئلہ ہو یا ذمہ داران کی طرف سے ان کے سپرد کیا گیا کام، وہ پھلواری شریف کی قدیم روایات کا جیتا جاگتا نمونہ تھے، امارت شرعیہ کی محبت ان کے رگ وپے میں بسی تھی، مثل مشہور ہے کہ زبان خلق کو نقارہ خدا سمجھو، مرحوم کی نیکیوں کے ذکر پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کہا جاتا ہے ثابت ہو جاتی ہے اتنے سارے لوگ مولوی قمر الدین مرحوم کی خوبیوں ذکر کر رہے ہیں تو بھلا جنت کیوں کر نہیں ملے گی، اللہ سے ہمیشہ اچھی امید رکھنی چاہیے، اس کی رحمت کی وسعت کا بندہ کیا اندازہ لگا سکتا ہے، ہمیں امید ہے کہ مرحوم کو "فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی" کا مژدہ سنا دیا گیا ہو اور حج نہ کرنے کی حسرت دور ہو گئی ہوگی۔

مرحوم کے پس ماندگان میں اہلیہ، تین لڑکے اور پانچ لڑکیاں ہیں، سب کی شادی سے وہ سبکدوش ہو چکے تھے، ایک لڑکا ابوظفر امارت شرعیہ کے ہوسپٹل میں خدمت انجام دے رہا ہے، دو اور لڑکے محمد ببلو عالم اور محمد اشرف عالم بھی برسر روزگار ہیں، امارت شرعیہ کی خدمت کے طفیل اللہ نے ان کے سارے کام کرا دیئے اور دنیا سے گیے تو کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ کچھ اور جیتے رہتے تو یہ کام بھی کر لیتے، کوئی کام بچا ہی نہیں تھا، بچا کام صرف لقاء رحمٰن تھا، اور اس کے لیے مرنا ضروری تھا، سو وہ چل بسے۔

بقیہ امارت شرعیہ اسلام کے اجتماعی نظام کی عملی شکل ہے...... جناب سمیع الحق صاحب نائب انچارج بیت المال امارت شرعیہ، مولانا مفتی سعید الرحمٰن قاسمی مفتی امارت شرعیہ، مولانا سہیل اختر قاسمی معاون قاضی امارت شرعیہ، مولانا مفتی احتکام الحق صاحب نائب مفتی امارت شرعیہ، مولانا قمر انیس قاسمی رئیس المبلغین، مولانا افتخار احمد نظامی معاون ناظم، جناب اصفر صاحب وارڈ کاؤنسلر سبزی باغ، جناب سید خبیب صاحب، جناب ارشد رحمانی صاحب، جناب شکیل حسن ایڈوکیٹ، جناب ایم ٹی خان صاحب، جناب اعجاز صاحب، جناب شمس الحق صاحب نگراں شعبۂ تعلیم امارت شرعیہ، جناب نصیر الدین انصاری پرنسپل ایم ایم آر ایم ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ، مولانا راشد العزیزی ندوی، جناب عرفان صاحب کے علاوہ المعہد العالی کے اساتذہ وطلبہ ،ٹیکنیکل و اسپتال اور امارت شرعیہ کے کارکنان نے بڑی تعداد میں شرکت کی، آخر میں ناظم صاحب کی دعا پر مجلس اختتام کو پہونچی۔

بقیہ انٹر نیٹ اور موبائل کے بیجا استعمال کے نقصانات.......... جو اس کی عمر کے حساب سے اس کے لیے موزوں نہیں ہوتی، لیکن وہ اسے دیکھنے پر بہ ضد ہو تو یہ خطرے کی نشان دہی ہے۔

ایک ماں ہونے کی حیثیت سے آپ اتنا تو کر سکتی ہیں کہ موبائل اور انٹرنیٹ کے بے جا استعمال سے خود بھی بچیں اور اپنے بچوں کو بھی بچائیں۔ بچوں کے لیے کمپیوٹر اور موبائل فون استعمال کرنے کا وقت مقرر کر دیں۔ زیادہ وقت گزرنے پر انہیں روکیے، ان کی حوصلہ شکنی کیجیے۔ بچے کو مطالعہ کرنے کا عادی بنالیں، اسے اچھی اور معلوماتی کتابیں پڑھنے کے لیے دیں۔ کتاب پڑھنے کے بعد اس سے کتاب کے مواد کے حوالے سے بات کریں۔ دوسری تعمیری مشاغل اپنانے کی طرف راغب کریں۔ بچہ جن ویب سائٹس پر جا رہا ہے، ان پر نظر رکھیں، خود چیک کریں کہ آپ کا بچہ کیا ڈاؤن لوڈ کر رہا ہے اور کہاں سے کر رہا ہے۔ ویسے بچوں کو موبائل، کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کے بارے میں معلومات ہونی چاہیے، تاکہ وہ بالکل الگ تھلگ اور اپنے دوستوں اور معاشرے سے کٹ کر نہ رہ جائیں، البتہ محدود وقت کے لیے استعمال کرنے کی اجازت دیں۔ ساتھ ہی ان پر نظر بھی رکھیں، یعنی ان کی نگرانی کریں۔

بچوں کو رشتے داروں سے جوڑ کر رکھیں، کبھی کبھی بچوں کو لے کر رشتے داروں سے ملنے چلی جائیں اور کبھی رشتے داروں کو اپنے گھر پر مدعو کر لیں، اس طرح بچے اپنے ہم عمر سے ملتے ہیں تو اچھا ماحول بن جاتا ہے۔ آپس میں محبت پیدا ہوتی ہے، بچوں کو رشتوں کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ بہت زیادہ موبائل فون اور انٹرنیٹ استعمال کرنے والے بچوں اور محدود وقت تک استعمال کرنے والے بچوں کے رویوں پر غور کریں تو نمایاں فرق نظر آئے گا۔ زیادہ وقت برقی آلات استعمال کرنے والے بچے پر تشدد، بدتمیز، خود سر اور جارحیت پسند ہو جاتے، ہیں جب کہ کم وقت استعمال کرنے والے بچے کم از کم ان برائیوں سے قدرے دور ہوتے ہیں۔ یہ بچوں کے مستقبل کا سوال ہے۔ انھیں آج ہی سے موبائل فون کے بے جا استعمال سے روکیں۔

اعلان مفقود الخبری

● مقدمہ نمبر ۱۰۱/۷/۳۹ھ (متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ چونا بھٹی ضلع پرولیا) گل نور بنت شیخ صابر مقام رائے ڈیہہ، ڈاکخانہ گدی بیڑو، تھانہ رگھوناتھ پور، ضلع پرولیا۔ مدعیہ۔ بنام۔ شیخ سفیجل ولد شیخ رفیق، مقام بگانڈیہہ، ڈاکخانہ جھالدہ، تھانہ جھالدہ، ضلع پرولیا۔ مدعا علیہ۔ اطلاع بنام مدعا علیہ۔ مقدمہ ہذا میں مدعیہ ساکنہ مذکورہ بالا نے آپ کے خلاف عدالت دار القضاء پرولیا میں عرصہ ۱۰/سال سے غائب ولا پتہ ہونے، نیز نان ونفقہ ودیگر حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ کیا ہے۔ لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں آئندہ تاریخ پیشی ۳/ذی الحجہ ۳۹ھ مطابق ۱۴/اگست ۲۰۱۸ء روز منگل کو آپ خود مع گواہان مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں بوقت ۹/بجے دن حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح ہو کہ مذکورہ تاریخ پر حاضر نہ ہونے کی صورت میں مقدمہ فیصل کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

دار العلوم الاسلامیہ میں منعقد اجلاس یوم تاسیس میں علماء کرام کا خطاب

یوم تاسیس امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کے موقع پر آج ۲۰؍شوال ۱۴۳۹ھ مطابق ۵؍جولائی ۲۰۱۸ء روز جمعرات کو ایک اجلاس عام ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی کی صدارت میں ریاست کے مشہور ومعروف تعلیمی ادارہ دار العلوم الاسلامیہ کے وسیع ہال میں منعقد ہوا۔ طلبہ اور اساتذہ کے اس بڑے مجمع سے خطاب کرتے ہوئے اپنے صدارتی خطاب میں ناظم امارت شرعیہ نے کہا کہ امارت شرعیہ کی بنیاد کتاب وسنت پر رکھی گئی ہے، اور جتنے بھی میدان میں امارت شرعیہ کام کررہی ہے اور جتنے بھی شعبہ جات امارت شرعیہ کے ہیں، سب کا ثبوت کتاب و سنت اور شریعت کے دوسرے نصوص و ماخذ سے ملتا ہے، اس لیے طلبہ کو ان آیات اور احادیث کو اور شریعت کے ان نصوص و ماخذ کو یاد رکھنا چاہئے۔ مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ نے امارت شرعیہ کے تمام امراء شریعت اور قضاۃ ومفتیان حضرات کا تعارف طلبہ دار العلوم کے سامنے کرایا اور ان کی حیات وخدمات پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ نائب ناظم امارت شرعیہ مولانا محمد شبلی قاسمی نے کہا کہ ہندوستان میں دو بڑی شخصیات نے دو بڑے کارنامے انجام دیے ہیں؛ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ نے دار العلوم دیوبند کی داغ بیل ڈال کر دینی تعلیم کی توسیع واشاعت اور اس کی حفاظت کا بڑا اسامان کیا، اور ابو المحاسن مولانا محمد سجاد صاحب نے امارت شرعیہ کی بنیاد رکھ کر ہندوستان میں مکمل نظام اسلامی کے قیام کی سعی جمیل فرمائی، اپنے قیام کے وقت سے لے کر آج تک ہر موقع پر امارت شرعیہ نے ملک و ملت کی مضبوط رہنمائی کا فریضہ انجام دیا ہے، اور ابھی یہ ادارہ امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب کی مضبوط قیادت میں ترقی کی شاہ راہ پر گامزن ہے۔ مولانا سہیل احمد ندوی سکریٹری دار العلوم الاسلامیہ اور نائب ناظم امارت شرعیہ نے افتتاحی کلمات میں جلسہ کی غرض وغایت بیان کیا اور مہمانوں کا استقبال کیا۔ اپنے افتتاحی خطاب میں انہوں نے کہا کہ ہمیں تعداد نہیں استعداد چاہئے، اس لیے طلبہ عزیز کو دار العلوم کے ضابطہ کا پابند رہنا ہوگا، اور موبائل فون رکھنے کی اجازت بالکلیہ نہیں ہوگی، کیوں کہ موبائیل فون آج کل طلبہ کے لیے سم قاتل کی حیثیت رکھتا ہے۔ انہوں نے دار العلوم الاسلامیہ کے نظام کار کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ دار العلوم الاسلامیہ ہر گذرتے وقت کے ساتھ اپنی افادیت اور فیض کے اعتبار سے ملک کے اندر اپنی منفرد شناخت قائم کرتا جارہا ہے، یہاں سے نکلنے والے طلبہ ملک و بیرون ملک کے مختلف خطہ میں اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوا رہے ہیں، دار العلوم دیوبند، مظاہر علوم اور ندوۃ العلماء جیسے ملک کے مشہور ومعروف اداروں میں دار العلوم سے نکلنے والے طلبہ اپنی صلاحیتوں کی وجہ سے اعلیٰ مقام حاصل کررہے ہیں، اس سال بھی دار العلوم الاسلامیہ کے ایک طالب علم عزیزم شعیب اختر بھاگل پوری نے دار العلوم دیوبند کے داخلہ امتحان میں پہلی پوزیشن حاصل کی ہے، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ دار العلوم الاسلامیہ کا تعلیمی نظام کتنا مضبوط ومستحکم ہے، یہ سب یہاں کے اساتذہ کے خلوص ومحنت اور مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہم امیر شریعت بہار واڈیشہ وجھارکھنڈ کی مضبوط سرپرستی اور دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ اکابر امارت شرعیہ کی توجہ سے ان شاء اللہ جلد دیگر مقاصد کی تکمیل بھی دار العلوم کرے گا۔ اس وقت دار العلوم الاسلامیہ میں طلبہ کی اقامت، رہائش گاہ، تعمیر کرنے کی سخت ضرورت ہے، حضرت امیر شریعت نے رواق رحمانی نامی اس عمارت کی بنیاد اپنے مبارک ہاتھوں سے ڈال دی ہے، اہل خیر حضرات کو اس جانب توجہ دینے کی ضرورت ہے، سکریٹری صاحب نے بتایا کہ اس وقت بحمد اللہ دار العلوم میں مکتب سے لے کر دورۂ حدیث تک کی تعلیم ہوتی ہے۔ اس اجلاس کی نظامت کے فرائض مولانا مفتی شکیل احمد قاسمی نے انجام دیا، جلسہ کا آغاز مولانا قاری عبید اللہ صاحب کی تلاوت سے ہوا اور ناظم صاحب کی دعا پر جلسہ کا اختتام ہوا، اس اجلاس میں دار العلوم الاسلامیہ کے تمام اساتذہ وطلبہ نے شرکت کی۔

دفتر امارت شرعیہ کٹیہار میں امارت شرعیہ کی یوم تاسیس کا اجلاس منعقد

دفتر دار القضا امارت شرعیہ گاندھی نگر رام پاڑہ میں اجلاس یوم تاسیس امارت شرعیہ مفتی شمشیر احمد مظاہری کی صدارت میں منعقد ہوا، جس میں شہر کے مختلف مقامامات سے اہل علم ودانشور نے کثیر تعداد میں شرکت کی، نائب قاضی شریعت کٹیہار مولانا عبد الحق قاسمی نے امارت شرعیہ کے مختلف شعبہ جات کی کارکردگی پر تفصیل سے رونی ڈالی۔ خاص طور پر شعبہ دار القضاء کی ضرورت وافادیت پر جامع گفتگو کی، مفتی قاضی شمشیر احمد نے کہا کہ امارت شرعیہ کا قیام وقت کی اہم ضرورت تھی اور اسی ضرورت کے پیش نظر اس کا قیام عمل میں آیا، انجمن علماء بہار کی قیادت میں پھلواری شریف پٹنہ میں ایک عظیم الشان اجلاس منعقد ہوا، جس میں بہار اڈیشہ کے تقریبا ۵۰۰ علماء کرام ودانشران قوم نے شرکت کی تھی، اس اجلاس میں مفکر اسلام مولانا محمد سجاد نے صوبائی سطح پر قیام امارت شرعیہ کی تجویز پیش کی، جسے متفقہ طور پر منظور کی گئی اور اس طرح امارت شرعیہ کا قیام عمل میں آیا۔ ان کے علاوہ شرکاء اجلاس نے بھی امارت کی خدمات کی ستائش کی۔

آسنسول مغربی بنگال میں یوم تاسیس کا اجلاس منعقد

امارت شرعیہ کی یوم تاسیس کے موقعے پر روز بدھ آسنسول میں واقع دار القضاء امارت شرعیہ میں یوم تاسیس کا ایک اجلاس منعقد کیا گیا۔ جس میں آسنسول، ریل پار کے علاء کرام کے علاوہ ادارے سے محبت رکھنے والے اشخاص نے شرکت کی، اس پروگرام میں ذمہ داران وکارکنان ذیلی دفتر آسنسول کے علاوہ مفتی شکیل الرحمٰن قاسمی، مولانا مجاہد الاسلام، مولانا نسیم قمر ندوی، حافظ فردوس احمد نعمانی، غلام محمد انصاری، ماسٹر امتیاز احمد انصاری، تنویر شمیم کے علاوہ شہر کے دیگر علماء ودانشور حضرات کی کثیر تعداد نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے امارت کے خدمات کی شتائش کی۔

امارت شرعیہ اجتماعی زندگی کی روشن علامت: مفتی سعید الرحمٰن قاسمی

دار القضاء امارت شرعیہ گودام والی مسجد ضلع سوپول میں یوم تاسیس کی مناسبت سے ایک اجلاس آج ۲۰؍شوال ۱۴۳۹ھ روز جمعرات کو منعقد ہوا، جس میں شہر کے علماء، دانشوران، ائمہ مساجد اور نوجوانوں کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی۔ قاضی شریعت سپول مفتی ابو القاسم رحمانی نے اس اجلاس میں نظام قضا پر گفتگو کرتے ہوئے بیان کیا کہ مسلمانوں کو اپنے تمام معاملات میں دار القضاء سے رجوع کرنا چاہئے، اس لیے کہ دار القضاء کے ذریعہ قرآن وحدیث کے مطابق معاملات حل کیے جاتے ہیں، اور اللہ رب العزت نے قرآن میں تمام اہل ایمان کو یہ حکم دیا ہے کہ جب تم آپس میں جھگڑ پڑو تو قرآن وحدیث میں اس کا حل تلاش کرو۔ مہمان خصوصی جناب مولانا مفتی محمد سعید الرحمٰن قاسمی مفتی امارت شرعیہ نے اپنے کلیدی خطاب میں امارت شرعیہ کا تاریخی خاکہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ امارت شرعیہ ہمارے ایمان و عقیدے کا حصہ ہے، یہ مسلمانوں کی اجتماعی زندگی کی روشن علامت ہے، اس کا مقصد اقامت دین علی منہاج النبوۃ ہے، یعنی مسلمان اپنی زندگی شریعت کے مطابق گذاریں۔ انہوں نے حصول تعلیم پر توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ اسلام نے کسی بھی علم کے سیکھنے سے منع نہیں کیا ہے، لیکن سب سے پہلے اپنے بچوں کو دینی تعلیم دیجئے، پھر ان کو عصری اعلیٰ تعلیم دلایئے، آج ایک مسلمان ڈاکٹر وانجینئر کی بھی ضرورت ہے، دینی تعلیم مقصد ہے اور عصری تعلیم ضرورت۔ مولانا رمضان علی صاحب نے اپنی تقریر میں کہا کہ امارت شرعیہ ہم سب کی پہچان ہے، اور اس کی بہار کے مسلمانوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ صدر اجلاس حافظ عبد الرشید رحمانی صاحب نے فرمایا کہ امیر کی اطاعت ہم سب پر لازم ہے، امیر کی اطاعت کرتے ہوئے زندگی گذاریں یہی شرعی زندگی ہے، نظامت کے فرائض جناب مفتی محمد ضیاء الدین قاسمی نے انجام دیا، اجلاس کا آغاز مدرسہ محمدیہ کے طالب علم کی تلاوت کلام پاک سے ہوا اور اخیر میں صدر محترم کی دعا پر اجلاس کا اختتام ہوا۔

ہفتہ رفتہ ہفتہ رفتہ ہفتہ رفتہ ہفتہ رفتہ

راشد العزیری ندوی

بہار قانون ساز کونسل میں اردو کی جگہ ختم کیا جانا افسوس ناک: ناظم امارت شرعیہ

بہار قانون ساز کونسل میں اردو کی جگہ ختم کئے جانے پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے ناظم امارت شرعیہ نے کہا کہ، بہار قانون ساز کونسل سے اردو کی جگہ ختم کرنا بہت ہی افسوس ناک ہے، ایک طرف تو حکومت بہار تمام سرکاری شعبوں میں اردو داں کارکن کی بحالی کا وعدہ کررہی ہے، دوسری طرف حکومت کے اتنے اہم شعبہ سے اردو کی سیٹ ختم کرنا حکومت کی شبیہ کو عوام کے سامنے خراب کررہی ہے، اس لیے وزیر اعلیٰ اور قانون ساز کونسل کے چیرمین کو اس پر فوری ایکشن لینا چاہئے اور اس کی اصلاح کرنی چاہئے۔

واضح ہو کہ بہار قانون ساز کونسل میں ۱۲؍اردو داں کی جگہ ہے جسے حکومت نے ایک حکمنامے ذریعہ ختم کردیا ہے جب کہ اسے ۲۰۰۳ء میں اس ووقت کے چیرمین پروفیسر جابر حسین نے ۱۹۶۵ء کے ضابطے میں ترمیم کرکے نہ صرف عہدے وضع کئے گئے تھے بلکہ ملازمت کے شرائط وضوابط بھی طے کئے تھے۔ جو ۲۰۰۳ء کے بہار گزٹ میں بھی شائع ہوئے تھے۔ لیکن ۱۵؍جون ۲۰۱۸ء کو بہار گزٹ جاری کرکے شعبہ اردو کے ۱۲؍عہدوں کو ختم کردیا گیا ہے اور اس کے پیچھے یہ دلیل دی گئی ہے کہ اس کے لیے ضابط موجود نہیں ہے۔ یہ دلیل غلط ہے کیوں کہ ضابطہ حکومت کے ریکارڈ میں موجود ہے، اور اگر بالفرض ضابطہ نہیں بھی ہے تو حکومت کو ضابطہ بنا کر بحالی کرنی چاہئے، کیوں کہ حکومت نے تمام سرکاری شعبوں میں اردو کی سیٹ پر بحالی کا وعدہ کیا ہے۔ حکومت کے اس رویہ سے اردو داں حلقوں میں زبردست غم وغصہ پایا جارہا ہے، اس لیے اس کی فوری اصلاح ضروری ہے۔ دوسری طرف بہار قانون ساز کونسل کے کارگزار چیئرمین ہارون رشید نے اس الزام کی پرزور تردید کی ہے کہ قانون ساز کونسل میں اردو کو ختم کیا جارہا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اردو قانون ساز کونسل کی زبان تھی، ہے اور آگے بھی رہے گی۔ انہوں نے زور دے کر کہا کہ قانون ساز کونسل سے اردو کو کوئی ختم نہیں کرسکتا۔

گئورکشا کے نام پر تشدد قطعی برداشت نہیں: سپریم کورٹ

گئورکشا کے نام پر تشدد کرنے والوں کو روکنے کی ذمہ داری ریاستوں پر ڈالتے ہوئے سپریم کورٹ نے اس طرح کی پرتشدد سرگرمیوں پر پابندی لگانے کے متعلق ہدایات کیلئے دائر درخواست پر سماعت مکمل کرلی ہے اور فیصلہ محفوظ کرلیا ہے۔ عدالت اس پر بعد میں فیصلہ سنائے گی۔ چیف جسٹس دیپک مشرا، جسٹس اے ایم کھانولکر اور جسٹس دھننجے وائی چندر چوڑ کے بنچ نے سخت الفاظ میں کہا کہ کوئی بھی شخص قانون اپنے ہاتھ میں نہیں لے سکتا۔ بنچ نے کہا کہ قانون وانتظامیہ کو مستحکم رکھنا ریاست کی ذمہ داری ہے اور اس کے لیے ہر ریاست حکومت ہی ذمہ دار ہوگی۔ اس صورت میں سماعت کے دوران بنچ نے تبصرہ کیا کہ گئورکشا کے نام پر تشدد کے واقعات واقعتاً ہجومی بھیڑ کی طرف سے برپا کئے جانے واقعات تشدد ہیں اور یہ جرم ہے۔ اضافی سالسٹر جنرل پی ایس نرسمہا نے کہا کہ مرکز اس مسئلہ کے تیئں بیدار ہے اور اس سے نمٹنے کی کوشش کررہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اہم تشویش تو قانون بنائے رکھنے کی ہے۔ بنچ نے کہا کہ کوئی بھی قانون اپنے ہاتھ میں نہیں لے سکتا اور ایسے واقعات کی روک تھام کرنا ریاستی حکومتوں کی ذمہ داری ہے۔

عدالت نے گزشتہ سال ۶؍ستمبر کو تمام ریاستوں سے کہا تھا کہ گئوتحفظ کے نام پر تشدد کی روک تھام کے لیے سخت قدم اٹھائے جائیں۔ اس میں ہر ضلع میں ایک ہفتے کے اندر سینئر پولیس افسران کو نوڈل افسر مقرر کیا جائے اور ان عناصر پر مکمل روک لگائی جائے۔ اس کے ساتھ عدالت عظمیٰ نے راجستھان، ہریانہ اور اتر پردیش حکومتوں کے خلاف دائر درخواست پر ان ریاستوں سے جواب بھی طلب کیا تھا۔ یہ توہین پٹیشن مہاتما گاندھی کے پرپوتے تشار گاندھی نے دائر کی تھی۔ درخواست میں الزام لگایا گیا تھا کہ ان تین ریاستوں نے عدالت کے ۶؍ستمبر ۲۰۱۷ء کے احکامات پر عمل نہیں کیا ہے۔

Volume:56/66,Issue:27 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505

گلشن کو بہاروں نے اس طرح نوازا ہے
ہر شاخ کے کاندھے پہ کلیوں کا جنازہ ہے
(ساغر اعظمی)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT-E-SHARIAH
BIHAR ORISSA JHARKHAND
THE NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF,PATNA 801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-4136/61

اہل ایماں صورت خورشید جیتے ہیں

محمد جاوید اختر ندوی

گذشتہ کچھ برسوں سے دنیا بھر میں بسنے والے فرزندان توحید مصائب وآزمائش کے جن صبر آگیں لمحات سے گزر رہے ہیں، وہ کسی صاحب نظر سے مخفی نہیں، کبھی کسی ملک میں مسلم عورتوں اور بچوں کی نسل کشی کی جاتی ہے، تو کبھی کسی گوشہ میں ان کو ترک وطن اور خانماں بربادی کی زندگی گزارنے پر مجبور کیا جاتا ہے، یہ واقعات اب نظروں سے پوشیدہ نہیں رہے کہ ان کی تفصیل بیان کی جائے، زمانہ کی جدید ترقیات نے پوری دنیا کو ایک گاؤں کی شکل دیدی ہے، ادھر خطہ ارضی کے کسی چپہ میں کوئی معمولی یا غیر معمولی واقعہ پیش آیا اور ادھر آنکھوں دیکھا حال انسان کی نگاہوں کے سامنے ہوتا ہے، بعض واقعات اس قدر دلدوز ہوتے ہیں کہ آنکھوں میں دیکھنے کی تاب نہیں ہوتی اور نہ کانوں میں سننے کا حوصلہ۔

اسی کے ساتھ ایک صاحب کے لیے بعض خوش کن پہلو بھی سامنے آتے رہتے ہیں، جس سے ایمان والوں کو تسلی قلب حاصل ہوتی ہے اور اس دین حنیف کی حقانیت میں مزید اضافہ ہوتا جاتا ہے کہ یہ دین کبھی مٹنے والا نہیں، خواہ دنیا کی ساری طاقتیں اس کے درپے ہوجائیں، اس لیے کہ اس کی حفاظت کا وعدہ خود رب کریم نے لیا ہے، دنیا کے ایک حصہ میں کسی مسلمان کو زک پہونچتی ہے تو دوسرے حصہ میں مسلمانوں کا دل تڑپ جاتا ہے اور کلمہ توحید کے متوالوں کو اپنا گرویدہ بنالیتا ہے۔ چنانچہ میانمار (برما سے ملنے والی رپورٹ کے مطابق صوبہ اراکان کے روہنگی مسلمانوں پر برماوی افواج کے بے پناہ ظلم وتشدد کی وجہ سے گزشتہ سال اگست تا حال اراکان کے 90% مسلمان اپنی جانوں اور عزتوں کی حفاظت کی خاطر اراکان کی سرزمین سے ہجرت کرکے بنگلہ دیش اور دوسرے مقامات میں پناہ لینے پر مجبور ہوگئے ہیں اور اس وقت اراکان میں صرف 79 ہزار مسلمان باقی رہ گئے ہیں، جبکہ اگست سے قبل ان کی مجموعی تعداد سرکاری اعداد وشمار کے مطابق تقریبا 8 لاکھ تھی، روہنگیا کے ذرائع ابلاغ کا کہنا ہے کہ اراکان میں ایک ملین سے زیادہ مسلمان آباد ہیں، مگر فوج، بدھسٹ انتہا پسندوں کے ظلم وستم نے انہیں اپنی سرزمین، مکان اور کاروبار سب کچھ چھوڑنے پر مجبور کردیا، ان کی ایک بڑی تعداد یا تو قتل کردی گئی یا وہ قید کرلیے گئے۔

عالمی ذرائع ابلاغ کے مطابق بلا مبالغہ 9 ہزار سے زائد مسلمان صرف اگست کے مہینے میں برماوی فوج کے ہاتھوں ہلاک کردیئے گئے اور اقوام متحدہ کی رپورٹ کے مطابق اس وقت بنگلہ دیش میں گزشتہ سال ترک وطن کرکے آنے والے برماوی مسلمانوں کی جملہ تعداد ۸ر لاکھ ۲۶ر ہزار تک پہنچ چکی ہے۔ دوسری جانب یورپین یونین کی وزراء خارجہ کی کمیٹی نے روہنگیا کے مسلمانوں پر برماوی فوج کے اس ظلم وستم اور انسانی حقوق کی پامالی پر برماوی فوج کے خلاف پابندیاں عائد کردی ہیں، جن کے مطابق برماوی فوج کو کسی بھی یوپین ملک سے اسلحہ خریدنے کی اجازت نہیں ہوگی، یاد رہے کہ امریکہ اور کینیڈا کی جانب سے اسلحہ کی خریداری پر پابندی پچھلے سال ہی لگائی جاچکی ہے۔ ایسے حالات میں سب سے دلخراش منظر تبدیلی مذہب کا ہوتا ہے، ان تارکین وطن میں عیسائی مشنریاں سرجوڑ کر اپنے اپنے مذہب کی تبلیغ واشاعت میں لگ جاتی ہیں اور ایسے مواقع کی تلاش میں لگی رہتی ہیں، بلکہ ایسے حالات کو پیدا کرنے کی کوشش کرتی ہیں، جن میں ان کو مقصد برآری کا موقع ہاتھ آئے۔

اس لیے ہزار مشکلات کے بعد اپنی جانوں اور عزتوں کو بچاتے ہوئے بنگلہ دیش پہنچنے والے برماوی مسلمانوں کے سامنے اب اپنے دین وایمان کو بچانے کا سخت ترین مرحلہ درپیش ہے، مختلف اطلاعات اور رپورٹس کے مطابق جو بنگلہ دیش کے اخبارات وجرائد میں شائع ہوچکی ہیں، برماوی مسلمانوں کے کیمپس کو کس بازار میں متعدد عیسائی تنظیمیں ان کے دین وایمان کا سودا کرنے کی کوشش کررہی ہیں، چنانچہ ستمبر ۲۰۱۷ء سے جنوری ۲۰۱۸ء تک تقریبا دو ہزار مسلمانوں نے عیسائیت اختیار کرلی ہے، اس فتنہ کے پس پردہ بنگلہ دیش کی عیسائی تنظیمیں کام کررہی ہیں، جن میں نمایاں تنظیم کرسچین چرچ بنگلہ دیش نامی ہے، جس کے کارکن بھی بنگلہ دیشی ہیں، ان کی ظاہری وضع قطع مسلمانوں جیسی ہے، جوان لٹے پٹے برماوی مسلمانوں کو کسی یورپین ملک میں رہائش اور بھاری رقم کا جھانسہ دے کر ان سے ان کے دین وایمان کا سودا کررہے ہیں، یہ بھی بتلایا جاتا ہے کہ کرسچین چرچ بنگلہ دیش نامی اس تنظیم کو امریکہ اور ہالینڈ سے بھرپور مالی تعاون حاصل ہے، چنانچہ عیسائیت اختیار کرنے والوں کو اس تنظیم کی جانب سے ماہانہ پانچ ہزار بنگلہ دیشی ٹکہ بطور وظیفہ دیا جاتا ہے۔

ان حالات کو دیکھ کر وہاں کے مسلم علما اور دین کے داعیوں کے اندر ایمانی جذبہ پیدا ہوا اور وہ اس کے مقابلہ کے لیے آئے اور پناہ گزینوں کے خیموں میں جاکر ان کی دینی حمیت کو ابھارا اور اہل اسلام کو ان کے دین وایمان پر جمانے کے لیے مناسب تدابیر اختیار کررہے ہیں۔

ادھر چین میں بھی اسلام کے ماننے والوں نے مدارس اور مساجد کے ذریعہ اپنی نسل کے ایمان کو بچانے کا کام شروع کیا تو حکومت کی بری نظریں ان پر پڑیں اور اس نے مساجد میں مسلم طلبہ کا داخلہ ہی منع قرار دیدیا، چنانچہ چین کی حکومت نے ملک کے شمال مغرب میں واقع صوبہ غانسو میں موسم سرما کی تعطیلات کے دوران تمام مسلمان بچوں کے مساجد میں آنے جانے پر پابندی لگادی، اس پابندی کی اطلاع ایک میمورنڈم کی شکل میں صوبہ کے تمام اسکولز اور نرسریز کودی جاچکی ہے، جس کا اعتراف مقامی حکام نے بھی کیا ہے، مگر وہ اس پابندی کا سبب بتلانے سے قاصر ہیں۔

سرکاری ویب سائٹ پر دی گئی معلومات کے مطابق مذکورہ صوبہ میں 98 فیصد مسلمان آباد ہیں، جن کا تعلق ہوی اور دونجیانگ قبائل سے ہے، ویسے بھی حکومت یہ تأثر دیتی چلی آرہی ہے کہ وہ گزشتہ چند سالوں سے مقامی انتہا پسندوں کی جانب سے کی جانے والی دہشت گردی کے چیلینز سے نمٹنے کی کوشش کررہی ہے، جب کہ انسانی حقوق کی تنظیموں نے حکومت کو مورد الزام ٹھہراتے ہوئے مسلمانوں کے ساتھ حکومت کی سخت گیر پالیسی کو بنیادی انسانی حقوق کے مغائر قرار دیا ہے، یاد رہے کہ مساجد کے آنے جانے پر پابندی اس وقت لگائی گئی ہے جب کہ حکومت دہشت گردی سے متعلق جدید قوانین نافذ کررہی ہے، جن کا اطلاق آئندہ دنوں میں ہوگا، قوانین کو انسانی حقوق کی تنظیموں نے سخت تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ واضح رہے کہ اس وقت چین میں 35 ملین کی تعداد میں پانے جانے والے مسلمانوں کی اصل شناخت مشرقی ترکستانی مسلمانوں سے کی جاتی ہے، مشرقی ترکستان وہ علاقہ ہے، جس پر چین نے 1949 سے بزور بازو قبضہ کررکھا ہے، جہاں رفتہ رفتہ مسلمانوں کو ان کے دین سے محروم کرنے کی سازشیں رچی جارہی ہیں۔ یہ مسلمانوں پر سخت حالات کی چند اطلاعات ہیں، اسی کے ساتھ یہ بھی دیکھئے کہ اسلام کا خورشید کس کس طرح طلوع ہورہا ہے اور کیسے کیسے قلوب کو اپنی کرنوں سے منور ومشرف کررہا ہے۔ افریقی ملک بنین کے علاقے نائی ٹینگو میں واقع دیہات کے تقریبا 300 افراد نے بیک وقت اسلام قبول کرنے کا اعلان کردیا ہے، مسلمانوں کی جانب سے کی جانے والی دعوتی کوششوں کی وجہ سے افریقی ممالک خصوصا گھانا، بنین واطراف کے ملکوں میں ہزاروں افراد دائرۂ اسلام میں داخل ہورہے ہیں، بنین کے ان نومسلم حضرات کے لیے اسی دیہات میں ایک وسیع وعریض مسجد کی تعمیر عمل لائی جارہی ہے۔ اسی طرح نائی ٹینگو سے 20 کلومیٹر کے فاصلے پر ایک اور دیہات میں 200 افراد دائرۂ اسلام میں داخل ہوچکے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ یورپین ممالک میں نئی نسل کی تعلیم وتربیت کے مدارس بھی قائم کئے جارہے ہیں، چنانچہ یورپ کے اور ملک بلجیم کے صوبے والونیا میں پہلے فل ٹائم دینی مدرسہ قائم کرنے کی غرض سے شارلو نامی شہر میں 3500 مربع میٹر اراضی کی خریداری عمل میں لائی جاچکی ہے، جس پر عنقریب ابتدائی اور پرائمری اسلامک اسکول کی بلڈنگ تعمیر کی جائے گی، اس پروجیکٹ کو بلجیم مسلم ایسوسی ایشن نے اپنی ترجیحات میں رکھا ہے؛ تاکہ شارلو شہر کے مسلمان بچوں کو دنیاوی ودینی دونوں طرح کی تعلیم سے آراستہ کیا جاسکے۔

یاد رہے کہ بلجیم میں مسلمانوں کی آبادی کا تناسب 65 فیصد ہے، جو ملک کے 11 ملین آبادی کا حصہ ہے۔

دین اسلام کے خورشید جہاں تاب سے ایک ایسے شخص کا قلب منور ہوا جو جرمنی کی انتہا پسند سیاسی جماعت سے تعلق رکھتا ہے، اے ایف ڈی کے مرکزی رہنما آرتو فاغتر نے مسلمان ہونے کا اعلان کردیا، جرمنی کے اخبار بیلڈ کو انٹرویو دیتے ہوئے انہوں نے بتلایا کہ 2015 میں روس کے دورے کے موقع پر اسلام قبول کرنے کا تہیہ کرلیا تھا، چنانچہ گزشتہ سال 19 اکتوبر کو روس کے قیام کے دوران وہاں کی ایک مسجد مین کلمۂ شہادت پڑھ کر میں نے اسلام قبول کرلیا۔ مزید انہوں نے کہا کہ اب میں نے اسلام کو پہچان لیا ہے، وہ نہایت صادق اور مخلص قوم ہے، نیز گرجا کے نظام میں آئے دن آنے والی تبدیلیوں اور ان کے درمیان اختلاف رائے نے مجھے مزید اسلام سے قریب کردیا ہے، کلمہ شہادت کا اقرار کرنے کے بعد متعدد دھمکیاں موصول ہورہی ہیں، مگر الحمد للہ اب مجھے ان دھمکوں کی پرواہ نہیں، انہوں نے کہا کہ اب وہ دین اسلام کی تعلیمات کا گہرائی سے مطالعہ کررہے ہیں، نیز اے ایف ڈی کے متبادل ایسی سیاسی جماعت تشکیل دینا چاہتے ہیں جو جرمنی کے باشندوں اور مسلمانوں کے درمیان نقطۂ اتصال کا کام کرے، انہوں نے اپنا اسلامی نام احمد تجویز کیا ہے، جماعت سے علاحدگی اختیار کرنے کا اعلان کردیا ہے۔

واضح رہے کہ اے ایف ڈی ملک کی تیسری بڑی سیاسی جماعت تسلیم کی جاتی ہے، جس کے منشور میں مسلمانوں اور مہاجرین کی مخالفت کو ترجیحات میں شامل کیا گیا ہے۔